بلندی سے پستی تک
حصہ دوم
ابوظفر نوشہروی

☆☆☆

☆ جملہ حقوق محفوظ نہیں ہیں ☆

کتاب کا نام .... بلندی سے پستی تک

تالیف .... ابوظفر نوشہروی

ایڈیشن .... دوسرا

سال اشاعت 1999

تعداد .... تین سو

صفحات 80

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فہرست عناوین

تعارف ۔ بلندی سے پستی تک 5
مجوسیوں کا منصوبہ 6
قدر 9
آیات بکری کھا گئی 16
آیت میں ڈنڈی ماری گئی 18
آیت الکرسی شیطان کا تحفہ؟ 19
پہلی وحی 20
کھلم کھلا گناہ 23
ترجمان وحید الزمان کی بددیانتی 23
کیا ہمارا دین کامل ہے؟ 24
حد شہوت رانی یا زنا کی اجازت 25
مباشرت 28
جمعہ میں جماع کی فضیلت 31
فرقے کا وجود 32
ناموس رسولؐ 32
روزے میں بھولے سے جماع 33
عورتوں سے صحبت 33
پھر صحبت 34
صحبت نہ کرنے کا عہد 34
زنا اور چوری کی کھلی چھٹی 35
صحبت کا ثواب 36
ہر کام میں بسم اللہ 37
بنتی نہیں ہے بات صحبت کے بغیر 37
بخاری اور اہل بیت 38
انشاء اللہ کہنا ورنہ محنت اکارت 39
حضرت صفیہؓ سے شادی 40
بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم 44
عورتوں پر لعنت 47
دوزخ میں عورتیں 48
خودکشی اور حضورؐ 51
حضورؐ کا بھوتوں سے ڈرنا 52
نعوذ باللہ کیا حضورؐ لٹیرے تھے؟ 53
مگر رات کو نہیں لوٹتے تھے 54
اونٹ کا پیشاب پینا 54
کسی کی بیوی بہن کا بوسہ لینا 55
فرشتے کتے سے ڈرتے ہیں 57
صحابہ کا حافظہ 59
صحابہ کا حضورؐ کا بلغم اپنے پر ملنا 60
جنت کا حصول 62
گھوڑا عورت اور گھر منحوس ہیں 63

Bulandi0002_(2).jpg

انعام بازی کی سزا 65
شق القمر 66
چور اور اس کی سزا 67
حضورؐ اور ان کا انداز گفتگو 68
عربوں کی یادداشت 68
امانت میں خیانت 69
طاعون کے بارے میں 70
درخت کا رونا 71
فرشتے کا وجود 72
بازاری گپ 72
جنوں کی خوراک 73
گنہگاروں پر قبر میں عذاب 74
شق الصدر 76
آخری کلمات 78

دینی مدارس کی حقیقی تصویر

حضرت مولانا مناظر حسن گیلانی صاحب نے ایک زمانے میں یہ بات کہی تھی کہ جس طرح اصحاب کہف حالات کے جبر سے بے بس ہو کر اپنا ایمان بچانے کے لئے غار میں گھس گئے تھے اور اپنے ایمان کا تحفظ کیا تھا۔ اسی طرح ہمارے اساتذہ نے بھی حالات کے جبر کو بھانپتے ہوئے ہمیں مدارس کے غاروں میں داخل کر دیا ہے۔ اصحاب کہف جب تین صدیوں کے بعد غار سے نکلے تھے تو سب کچھ بدل چکا تھا زبان بدل چکی تھی، سکہ تبدیل ہو چکا تھا اور حالات انقلابات کا شکار ہو چکے تھے۔ اسی طرح جب ہم ان مدارس کے غاروں سے نکل کر سوسائٹی میں آتے ہیں تو ہمیں بھی سب کچھ بدلا ہوا ملتا ہے۔ سوسائٹی کی عام زبان ہمارے لئے نامانوس ہوتی ہے، اور ہمارا سکہ آج کے دور میں مارکیٹ میں قبول نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے ہم اپنی ہی سوسائٹی کے لئے اجنبی ہو جاتے ہیں۔

———☆☆☆———

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلندی سے پستی تک

حصۂ دوم

قارئین کرام سلام و رحمۃ نصیب ہو۔ اس سے قبل اس خاکسار کی کتاب "بلندی سے پستی تک" آپ کی خدمت عالی میں پیش کی جا چکی ہے، جو بخاری کی حدیثوں سے ترتیب دی گئی تھی۔ زیر نظر کتاب اُس کا دوسرا حصہ ہے۔ ماخذ اسی بخاری کی عمل جراحی ہے۔ جس کے لکھنے والے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری من فارس (ایران) اور مترجم ہیں علامہ وحید الزمان صاحب (مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر غزنی اسٹریٹ اردو بازار۔ لاہور)

بلندی سے پستی تک (حصہ دوم) میں دی گئیں تقریباً تمام حدیثیں اُسی سے لی گئیں ہیں۔ یا چند حدیثیں ابن ماجہ سے بھی جو حافظ ابی عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی ایرانی ہیں مترجم ہیں مولانا محمد قاسم امین۔ ناشر مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور۔ ہر حدیث کی صحت کا خیال رکھا گیا ہے۔ پھر بھی سہو اور خطا کے لئے رب سے معافی کا طلب گار ہوں۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ دشمنان دین و اعدائے (نبی کریمؐ) نے جو ملبا اسلام پر ڈالا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کردار کشی کی، اور آتش کدہ ایران کو ٹھنڈا کرنے والوں سے انتقام لیا۔ ان کا ملبہ دریا برد کر دے، اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کر دے۔ ورنہ یہ تو کوئی زندگی نہ ہوئی جو ہم گزار رہے ہیں۔ کھانا پینا سونا۔ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا

Bulandi0002_(3).jpg

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (25:44) اگر ہمیں پیدا کرنے کا یہی منشاء الٰہی تھا تو اس نے تو ہمیں جانوروں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ لیکن ہم انسان ہیں بحیثیت انسان کے ہمیں اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے کام کرنا ہوگا۔ یہ مجوسی ملبہ ہٹانا ہوگا۔ تا کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (9-33) دین مکمل طور پر ظاہر ہو جائے چاہے مشرکین کو یہ کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔ اس کے لئے ہمیں سر توڑ کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

---------☆☆☆---------

--- مجوسیوں کا منصوبہ ---

اللہ کا کلام کسی ایک دور یا قوم کے لئے نہیں ہوتا وہ بنی نوع انسان کے لئے ہے اور ہر دور کے لئے ہے۔ بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ۔ فرمایا سبحانہ تعالیٰ نے:۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (3:118) بغض و نفرت کے بعض جذبات کبھی کبھی ابھر کر ان کی زبان تک آ جاتے ہیں۔ لیکن وہ حسد اور انتقام کی اس آگ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ان کے سینوں میں دبی ہوئی ہے۔ قارئین ان کی تحریر میں آپ اس آگ کا مشاہدہ خود کر لیں گے۔

جب ایران کا بادشاہ یزدگرد جان بچانے کے لئے چھپتا پھر رہا تھا۔ تو اہل اساورہ (سونے کے کنگن پہننے والے) دانشور ملنے گئے، کہا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ شاہ نے کہا میں حیران ہوں کہ ان بھوکے ننگے فاقہ زدہ عربوں نے ہم پر فتح کیسے پائی؟ تم لوگ جاؤ اور ان کی بستیوں میں (ان کے ساتھ) گھل مل کر رہو یہ بہانہ کرو کہ ہم اسلام کا بغور مطالعہ کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد ہم ایمان لائیں گے۔ وہاں پتہ چلاؤ کہ اہل فارس سے ہمیشہ شکست کھانے والے عرب آخر کس طرح، اہل فارس پر غالب آ گئے۔

پھر اس کا توڑ تلاش کرو اور انہیں مات دو۔ سلطنت ایران کے کئی ہزار باشندے، اسلامی سلطنت کے اہم شہروں میں مثلاً مدینہ، مکہ، دمشق، صنعاء وغیرہ میں جا بسیں، وہاں وہ مقامی امیروں کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام لے آئیں۔ وہ حالات سے ان فدائین کی کمیٹی کو آگاہ کرتے رہیں۔ جنہیں اہل اساورہ کہتے ہیں۔ دربار شاہی نے انہیں اعزازی طور پر سونے کے کنگن دیئے تھے۔ ان دراندازوں کے لئے عربی زبان میں مہارت حاصل کرنا ضروری تھا۔ تفصیل میری پہلی کتاب "بلندی سے پستی تک" حصہ اول میں گزر چکی ہے۔ انہوں نے اپنے مرکز کو خبر دی کہ عربوں کی فتح مندی کی دو وجوہات ہیں پہلی وجہ قرآن دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ تقدیر کے قائل نہیں ہیں، یہ تعلیمات بھی اسی قرآن کی ہیں۔ طے یہ پایا کہ ان سے اللہ کی کتاب علیحدہ کی جائے یا مشکوک کی جائے۔ علامہ اقبال اسے عجمی سازش کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کاش ایران فتح نہ ہوتا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ سب سے پہلے قرآن کی تعلیمات یعنی رب کے ارشادات کو تبدیل کیا جائے، اس کو اٹھا لینا چاہیے۔ قرآن میں زائد اور ناقص ممکن نہ تھا قرآن تک پہنچنے کا کوئی چور راستہ بھی نہ تھا رب نے یہ راستہ خود بند کر رکھا تھا، یہ کہہ کر کہ۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (15:9) یہ قرآن ہمارا نازل کردہ ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ دین کے بنیادی عقائد کا معتبر ذریعہ کلام الٰہی یعنی قرآن کریم ہے۔ جس کے بارے میں رب کا فرمان ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ اس کتاب میں شک شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ رب نے فرمایا۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (75-17/18/19) اس کا جمع کرنا، یاد کرا دینا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جب اسے پڑھا جائے تو تم بھی ایسے پڑھو پھر یقیناً اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ (52/2-3) جو رقیق پتلے کاغذ پر لکھی گئی ہے۔ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝ (80/13-16) یہ قرآن ایسے صحیفوں میں درج ہے جو قابل احترام ہیں، بلند مرتبہ ہیں

Bulandi0002_(4).jpg

پاکیزہ ہیں معزز اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں سے۔

قرآن کریم کے بارے میں یہ تھا رب کا دعویٰ۔ یہی وجہ تھی کہ مجوسی ایرانی کوئی چور دروازہ نہ پا کر قرآن تک تو نہ پہنچ سکے۔ مگر مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس مصفیٰ چشمے کو مکدر کرتے۔ طے یہ پایا کہ قرآن کے متبادل کتابیں لکھی جائیں، اس میں اپنی تعلیمات اور مجوسی عقائد یعنی مسلمانوں کی تباہی کا سامان رکھ دیا جائے۔ انہوں نے قرآن کریم کی عظمت کو گھٹانے اور مشکوک کرنے کے لئے عقلی دلائل کا ایک جال سا بچھا دیا۔ ایسے مسائل پیدا کر دیئے کہ خواص بھی الجھ کر رہ گئے بولنے کی جرات اس لئے نہ کر سکے کہ الجھانے والوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے جن کے سر پر فضیلت کی پگڑیاں رکھی تھیں۔ سب سے پہلے جناب امام شافعی صاحب نے جو امام فقہ بھی ہیں انہوں نے ایک مسئلہ ناسخ و منسوخ کا کھڑا کر دیا یعنی قرآن کی بعض آیات کو بعض سے منسوخ کر دیا۔ یہ ایک بہت بڑی تباہی تھی پہلے پانچ سو تعداد تھی شاہ ولی نے دس آیت تک بات پہنچا دی۔ راقم ان روایاتی کتب کے دیگر زبانوں میں تراجم کے اس لئے خلاف ہے کہ ایک غیر مسلم جب اس مسئلہ پر غور کرے گا تو کیا کہے گا؟ یہی نا کہ قرآن کریم ایک خود تردیدی بیان (self contradictory statement) جو بات منسوخ ہوگئی وہ فاضل اور بیکار ہوگئی مگر وہ قرآن مجید میں ابھی بھی موجود ہے تو وہ نتیجہ برآمد کرے گا کہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب میں فضول اور بیکار باتیں بھری پڑی ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ رب کوئی ضیاالحق اور پرویز مشرف نہیں ہے کہ جب جی چاہا آئین میں ترمیم کیا اور اپنے مفادات کو تقویت دینے کا مواد بھر دیا۔ اس موضوع پر علامہ رحمت اللہ طارق کی کتاب منسوخ القرآن حرف آخر ہے۔

طے یہ پایا کہ مسلمان تقدیر نصیب، بخت (luck) اور حظ کو نہیں مانتے، انہیں اس کا قائل بنایا جائے، کہ تم کچھ نہیں کر سکتے، ہوگا وہی جو اللہ کو منظور ہوگا، ایک پتا بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا، انسان تقدیر کے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب ایسی من

گھڑت روایات کے ساتھ جلیل القدر صحابہ کا نام دیا جائے اور اس سلسلے کی آخری کڑی ختم المرتبت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتی ہو، پھر کسی قول پر ہمارے ہاں تحقیق ضروری نہیں سمجھی جاتی۔

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

قَدَر

معنی ہے کسی چیز کا حجم مقدار، حد بندی، فاصلہ، SIZE,AMOUNT,QUANTITY تقدیر کے معنی ہیں۔ تخمینہ قیمت مقرر کرنا ESTIMATION,VALUATION تقدیر الجرعات الطبیب ۔ طبیب کا دوا کی خوراک مقرر کرنا (طبیب اور حکیم ڈاکٹر کو کہتے ہیں اور پہلے وقتوں میں بوتلوں پر نشانات لگے ہوتے تھے کہ کتنی خوراک لینی ہے) اسی قدر سے مقدار وجود میں آیا مقدر کے معنی ہیں VALUER, ESTIMATOR آپ اندازا کس قدر وزن اٹھا سکیں گے؟۔ قرآن الکریم میں ہے۔ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (6-97) پردہ شب کو چاک کر کے وہی صبح نکالتا ہے، اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے۔ اسی نے چاند اور سورج کے طلوع و غروب کا حساب رکھا ہے۔ یہ سب اسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھہرائے ہوئے پیمانے اور اندازے ہیں۔ دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (25/2) جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اس نے ہر چیز تخلیق کی اور پھر اس کی تقدیر مقرر کی۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (36-38) اور سورج اپنے مستقر کی طرف رواں دواں ہے، یہ

سب اس عزیز و علیم ہستی کے حساب کے تحت ہے۔

تقدیر کا لفظ قرآن کریم میں پانچ جگہ آیا ہے ہر جگہ اس کے یہی معنی ہیں۔ جن معنوں میں ہم تقدیر کو لیتے ہیں اس کا پورے قرآن میں ذکر ہی نہیں۔ یہ بھی فارس کا کارنامہ ہے کہ اس نے اپنی تباہی کا بدلہ مسلمانوں سے اس طرح لیا کہ خیر و شر (والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ) کو اللہ کے کھاتے میں ڈال کر مسلمانوں کے ہاتھوں اور پیروں کو تقدیر کی زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دیا۔ تا کہ یہ ترقی نہ کر سکیں۔ ایسی حدیثیں بنائیں جس سے مسلمان بے دست و پا بن کر رہ جائے مثلاً مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کے لئے اسلام میں کوئی حصہ نہیں، ایک اہل ارجا (مرجیہ) دوسرا اہل قدر (امید رکھنے والا) دوسرا القدریہ یعنی وہ جماعت جو بندے کو اپنے فعل کا ذمہ دار مانتی ہو۔

(ابن ماجہ۔ جلد اول، کتاب فی الایمان حدیث 73 صفحہ 54)

(باب تقدیر (10) حدیث نمبر 76 صفحہ 56) میں یہ حدیث بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق شکم مادر میں چالیس دن تک رکھا جاتا ہے، اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جس کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا عمل، عمر، رزق اور بد بخت ہونا یا خوش بخت ہونا لکھ دو۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کوئی اہل جنت کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور اہل جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا ہوا اس پر سبقت لے جاتا ہے اور وہ اہل جہنم کا سا عمل کر بیٹھتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور کوئی اہل جہنم کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا ہوا اس پر سبقت لے جاتا ہے اور وہ اہل جنت کا سا عمل کر بیٹھتا ہے اور وہ (نتیجتاً) جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

حدیث بالا سے ایرانیوں نے ان مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا جن کا

عقیدہ یہ ہو کہ انسان اپنے افعال کا خود ذمہ دار ہے۔ البتہ اگر کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے وہ اللہ کرواتا ہے تو پھر وہ اسلام کے اندر ہے۔ حالانکہ رب کا فرمان ہے۔ وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ‌ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ فَمَالِ هٰٓؤُلَۤاءِ الۡقَوۡمِ لَا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ حَدِيۡثًا (4-78)

اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی جانب سے ہے اور جب انہیں کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ آپؐ کی جانب سے ہے۔ کہو سب کچھ اللہ کی جانب سے انسان کے برے اعمال کی پاداشت میں ہے۔ آخر انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اے انسان۔ مَاۤ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ‌ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّـفۡسِكَ‌ وَاَرۡسَلۡنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا‌ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا (4-79) تجھے جو بھلائی ملتی ہے اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے ہاتھ کی کمائی ہے۔

اسلام کی انگوٹھی میں یہ نگینہ اس لئے جڑ دیا گیا ہے تا کہ ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ مسلمان قدم ملا کر چلنے کے قابل ہی نہ رہے پچھڑ کر پیچھے رہ جائے۔ مسلمان کا بچہ جوان، بوڑھا، عورت مرد، امیر اور غریب، پیر مرشد اور مرید سب تقدیر کے قائل ہیں، ہر ایک یہی کہتا ملے گا کہ تقدیر کا لکھا ہو کر رہے گا، نصیبوں میں جو لکھا ہے وہ تو ہونا ہی ہے۔ پڑوسی بھارت کہتا ہے "کرمن کی گت ایسی نیاری تا سمجھے سنساری" قسمت کا لکھا ایسا انوکھا ہے کہ اسے ہم دنیا والے نہیں جانتے۔

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ پتا بھی بغیر اس کے حکم کے نہیں ہلتا، پھر اگر زید جھومتا جاتا ہوا طوائف کے کوٹھے کی طرف جائے تو کس کے حکم سے؟ اگر ماجد شراب خانے کی طرف چلتا چلتا ہوا جا رہا ہے وہ کس کے حکم سے؟ اگر حسن جوا خانے کی طرف رواں دواں ہے تو اسے کون لئے جا رہا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہی طاقت جس کے حکم کے بغیر (بقول آپ کے) پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ تو پھر عمل بد کی سزا ایک فرمانبردار

Bulandi0002_(6).jpg

کو کیوں دی جا رہی ہے؟ کیا کسی نے ایسا مالک دیکھا ہے کہ غلام یا نوکر کو پانی لانے کو کہے اور جب وہ پانی لے آئے تو اسے سزا دے کہ پانی کیوں لایا ہے؟۔ اس طرح تو قرآن کا پورا فلسفہ جنت جہنم سزا اور جزا سب کچھ عبث ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر جو لکھ دیا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ لکھے ہوئے کو انسانی کوششیں بدل نہیں سکتیں۔

مثلاً ایک صاحب کا نوکر یا غلام شہر میں نیا آیا ہے۔ مالک اسے لکھ کر دیتا ہے کہ جاؤ گھومو پھرو سیر کرو دس بجے پارک، گیارہ بجے راوی کے کنارے بارہ بجے داتا دربار، ایک بجے ہیرا منڈی، دو بجے شالامار باغ۔ اب اگر وہ نوکر یا غلام ایک بجے ہیرا منڈی کے بدنام علاقہ میں گھومتا ہوا پایا گیا تو کیا اس کا مالک اُسے سزا دینے کا حق رکھتا ہے؟ نہیں۔ اس لئے کہ اس کی سیر و تفریح دیئے گئے لسٹ کے مطابق تھی۔

ہاں اگر مالک نے لسٹ دے کر کہا ہوتا کہ جاؤ ان تمام تفریحی مقامات کی سیر کرو مگر ایک جگہ ہے (ہیرا منڈی) وہاں مت جانا اگر تم وہاں پائے گئے تو سزا ملے گی پھر اگر غلام وہاں پایا جائے تو مالک سزا دینے کا حق رکھتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

اگر رب نے تقدیر میں لکھ دیا کہ 16 سال کی عمر میں فلاں زنا کا ارتکاب کرے گا، 17 سال کی عمر میں چوری کرے گا اور 22 سال کی عمر میں اپنے پڑوسی نور محمد کو چھری سے قتل کرے گا، اگر آپ کا یہ من گھڑت مفروضہ درست ہے" کہ پتا بھی بغیر اس کے حکم کے نہیں ہلتا" تو پھر یہ درست ہے کہ نور محمد کا قاتل جج کے سامنے چھری رکھ دے کہ نور محمد کو اس نے مارا ہے۔ جج اگر رواتی مسلمان ہے تو وہ کہے گا بلاشبہ قاتل کا ہاتھ نور محمد کے پیٹ میں نہیں گھسا چھری گھسی ہے لہٰذا سزا چھری کو ملنی چاہیے، مگر جج کا فیصلہ ہے کہ سزا اس کو ملے گی جس کے ہاتھ میں چھری کا دستہ تھا، پھر قاتل تو وہ چھری ہے جس کا دستہ رب کی مٹھی میں ہو اور رب کے ارادے سے حرکت میں آئی ہو۔ تو قاتل کو سزا کیسی؟ وہ تو اپنے مالک کا فرمانبردار ہوا۔ حکم بجا لایا۔

دوسری حدیث جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ باب تقدیر نمبر 76 صفحہ 56۔ میں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق شکم مادر میں چالیس دن تک رکھا جاتا

ہے، اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جس کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں اس کا عمل، عمر، رزق اور بد بخت ہوتا یا خوش بخت ہونا لکھ دو۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کوئی اہل جنت کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور اہل جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا ہوا اس پر سبقت لے جاتا ہے اور وہ اہل جہنم کا سا عمل کر بیٹھتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

بتایئے اگر معاملہ یہی ہے کہ لکھا ہوا غالب آ کر تمام اعمال صالح کو بہا کر لے جائے اور انسان خود نا کردہ گناہ کے طفیل جہنم کا ایندھن بنے زلزلہ زدگان کو جو دیا اور سیلاب کے متاثرین کی جو مدد کی ہے وہ بھی کسی کام نہ آئے، تو انسان کیوں ایسے کام کرے جس میں اس کا وقت، محنت اور مال دولت بھی خرچ ہو اور ہاتھ کچھ نہ آئے اعوذ باللہ وہ عادل بادشاہ جو فرماتا ہے کہ میں نیکی ہو یا بدی ہو ذرّے ذرّے کا حساب کروں گا۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (99-7/8) اور رب کا یہ بھی فرمان اس کے برعکس ہے۔ فرمایا۔ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (3-195) تم میں سے کسی کا کوئی عمل ضائع نہیں ہو گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ یہ اس عادل بادشاہ کی تصویر پیش کی جا رہی ہے۔ کہ بلا کسی سبب وہ اپنے لکھے ہوئے سے مجبور ہو کر کسی کو جہنم میں داخل کر دے یاد ہے۔ میں سکھوں کے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بارے میں مشہور ہے کہ بائیں آنکھ سے کانا ہونے کی وجہ سے اس نے اپنا معتمد وزیر کانا رکھا تھا اور اس کا گھوڑا بھی کانا تھا۔ لیکن خاص بات یہ تھی کہ اس کی میز پر جو درخواستیں دائیں طرف پڑی ہوتی تھیں اسے منظور کر لیتا تھا اور جو درخواستیں بائیں طرف ہوتی تھیں اسے اس لئے نامنظور کر لیتا تھا کہ اُس طرف والی آنکھ کانی تھی۔ یہ انصاف تو نہیں ہے۔

ایرانیوں نے اس ڈر سے کہ مسلمان مسئلہ تقدیر پر سوچ سوچ کر حقیقت تک پہنچ جائیں گے، اس کی پیش بندی کے لئے حدیثیں وضع کی ہیں۔ حضرت علیؓ سے

Bulandi0002_(7).jpg

مروی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی بندہ اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ وہ ایمان لائے چار چیزوں پر اللہ وحدہ لاشریک پر اور میرے رسول ہونے پر، موت کے بعد زندہ ہونے پر اور تقدیر پر۔

(ابن ماجہ جلد اول باب تقدیر حدیث 81 صفحہ 59)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے تقدیر میں کسی قسم کا کلام کیا، اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا اور جس نے اس قسم کا کلام نہیں کیا اس سے باز پرس نہیں ہوگی۔ (ابن ماجہ جلد اول باب تقدیر حدیث 84 صفحہ 60)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس آئے وہ تقدیر کے متعلق جھگڑ رہے تھے، غصہ کیوجہ سے یوں محسوس ہوا جیسے آپ کے چہرے میں انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ فرمایا کیا تمہیں اس چیز کا حکم دیا گیا، یا تم اس چیز کے لئے پیدا کئے گئے ہو؟ تم قرآن کے ایک حصے کو دوسرے حصے کے مقابلے میں بیان کرتے ہو۔ اس کی وجہ سے پہلی امتیں ہلاک ہوئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے کسی مجلس کے بارے میں اتنا نہیں چاہا کہ میں اس سے بچا رہوں جتنا اس مجلس کے متعلق چاہا تا کہ نبی اکرمؐ کی ناراضگی سے بچتا۔ (سنن ابن ماجہ جلد اول باب تقدیر کے بیان میں حدیث 85 صفحہ 61)

تقدیر پر بات چیت سے منع کرنے والی لاتعداد حدیثیں ہیں مثلاً حضورؐ نے فرمایا کہ اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کے لئے نہ جاؤ اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازوں پر مت جاؤ اگر تم ان سے ملو تو سلام نہ کرو۔

(ابن ماجہ جلد اول باب تقدیر کے بیان میں حدیث 92 صفحہ 63)

حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ مسلمان کے لئے ایمان کے ارکان چھ ہیں ایمان باللہ، ملائکہ، کتب، مرسلین، یوم آخرت اور حیات بعد الموت (خیر اور شر اللہ کی جانب سے ہوتا ہے) یہ ٹکڑا ایران کا تحفہ ہے۔

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ (62-11) کہہ دو اللہ کے ساتھ تو خیر ہی خیر ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا (74-20) جو کچھ بھلائی تم اللہ کے پاس بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے۔

اللہ کے ہاں خیر ہے۔ شر کا خالق انسان خود ہے۔ اللہ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تم جتنا بھی زور لگا لو جو میں نے تمہاری تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوگا۔ رب نے اپنا فرمان واضح طور پر اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے توسط سے ہم تک پہنچایا ہے۔ اور وضاحت فرما دی کہ اگر اس کا اتباع کرو گے تو کیا ہوگا اور اگر اس سے روگردانی کرو گے تو کن مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں کھلی آزادی دی ہے کہ۔ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ (27-40) سورة فرقان میں ہے خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (25-2) اللہ نے ہر شے کو پیدا کیا۔ "پھر ان کے لئے پیمانے اور اندازے مقرر کر دیئے"۔ آگ کی تقدیر یہ ہے کہ وہ حرارت پہنچاتی ہے پانی کی تقدیر یہ ہے کہ وہ سیال ہے نشیب کی طرف بہتا ہے۔ ایک خاص درجہ حرارت پر پہنچ کر بھاپ بن جاتا ہے اور جب اسے ٹھنڈ پہنچائی جائے تو پتھر کی طرح سخت ہو کر برف بن جاتا ہے۔ سورة اعلیٰ میں ہے اَلَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى (87-2/3) اللہ وہ ہے جو مختلف اشیائے کائنات کی تخلیق کرتا ہے۔ پھر ان میں مناسب اعتدال پیدا کرتا ہے پھر ان کے پیمانے اور اندازے مقرر کرتا ہے اور ان کی اس راستے کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شام میں طاعون کی وبا پھیلی تھی، حضرت عمرؓ کو شام کی سرحد پر ابو عبیدہ ملے کہا شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ چند صحابہ نے کہا کہ آپ ایک نیک مقصد کے لئے جا رہے ہیں وبا آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ مگر حضرت عمرؓ نے واپسی کا فیصلہ کیا۔ اعتراض کرنے والے نے کہا یا عُمَر تَهْرُبُ مِنْ تَقْدِيْرِ اللّٰهِ (تم اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟) اعتراض معقول تھا حضرت عمرؓ نے جواب دیا، یا ابو عبیدہ میں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف جا

Bulandi0002_(8).jpg

رہا ہوں یہ اللہ کی تقدیر ہے کہ "وبا" زدہ جگہ میں جاؤ گے تو متعدی بیماری لگے گی اُس سے دور جاؤ گے تو محفوظ رہو گے۔ یہ دونوں قانون اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔

تقدیر بخت نصیب قسمت ہی وہ مسئلہ ہے جس نے مسلمان کو نکما اور بدحرام بنا رکھا ہے۔ اگر ہم بھارت سے جنگ ہار جائیں تو کہتے ہیں ہماری قسمت میں ہارنا لکھا تھا ہمارے مقابلے پر دنیا کی دوسری قومیں اسباب تلاش کرتی ہیں کہ ہارنے کی وجہ کیا تھی کیا ہمارے پاس جہاز نہیں تھے، ہمارے جرنیل شرابی تھے کیا وجہ تھی؟ پھر وہ ان اسباب کو دور کر کے دوبارہ حملہ کرتے ہیں سہ بارہ حملہ کرتے ہیں حتیٰ کہ کامیاب ہو کر دم لیتے ہیں قسمت کا رونا نہیں روتے۔

امتحان میں لڑکا فیل ہوا، اللہ نے کیا ہے، وہی پاس کرے گا۔ ہم اس کی تحقیق ضروری نہیں سمجھتے یہ پتہ نہیں چلاتے کہ اسکول برابر جاتا تھا یا اپنا وقت دوستوں کے ساتھ فضولیات میں ضائع کرتا تھا۔ دوسری قومیں ان نقائص کو دور کر کے ہر معاملے میں فتحیاب ہوتی ہیں ہم تقدیر کا رونا روتے ہیں۔

-----------☆☆☆-----------

آیات بکری کھا گئی

سنن ابن ماجہ حدیث کی ایک مستند کتاب ہے اور صحاح ستہ (چھ پکی کتابوں) میں ایک ہے، اس میں حضرت عائشہ سے منسوب حسب ذیل روایت ملتی ہے، جس سے قرآن کریم ناقص ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

آیۃ رجم و رضاعۃ الکبیر عشر و لقد کان فی صحیفۃ تحت سریر فلما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و تشا علنا بموتہ دخل داجن فاکلھا ۔ رجم کی اور بڑی عمر کے آدمی کو دس بار دودھ پلانے

کی آیت نازل ہوئی اور میرے تخت کے نیچے رکھی تھی ہم حضورؐ کی وفات میں مشغول تھے تو ایک بکری اندر آئی اور وہ آیات کھا گئی۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث نمبر 1944 صفحہ 51)

قارئین کرام قرآن کریم کو تو بکری سے چبوا کر ناقص قرار دے دیا اگر یہ پتا چل جائے کہ (رضاعۃ الکبیر) بڑی عمر کے آدمی کو دس بار دودھ پلانے کا کیا معاملہ ہے تو آپ کو حیرانی ہوگی یہ عجیب معاملہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول! سالم (غیر مرد) کے میرے پاس آنے سے (اپنے خاوند ابو حذیفہ) کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ہوتے ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا ارضعہ اسے اپنا دودھ پلاؤ کہا کس طرح جبکہ وہ تو بڑا آدمی ہے؟ **فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم**۔ رسول اللہ مسکرائے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے وہ شیر خوار نہیں بڑا آدمی ہے۔ پھر میں نے ایسا ہی کیا اور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا اب میں نے اپنے شوہر ابو حذیفہ کے چہرے پر نفرت نہیں دیکھی اور وہ بدری تھے۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث نمبر 1943 صفحہ 51)

ملاحظہ فرمایا، شوہر ایک غیر محرم کا اپنے گھر میں آنے کو تو برا سمجھتا تھا مگر جب اس کی بیوی نے غیر مرد کو اپنی چھاتی چسوائی اپنا دودھ پلایا تو ناراضگی دور ہو گئی۔ قارئین رضاعت چھاتی سے دودھ پلانے کو کہتے ہیں، اسی لئے تو دودھ پلانے والی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ اگر کٹورے میں دودھ پیا جائے تو اسے شربوا حلیب کہتے ہیں۔

قارئین کرام عرب تو اتنے غیرت مند تھے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے صرف اس وجہ سے کہ یہ کل کسی کے ساتھ لیٹی ہوگی اور ہمارا سر جھک جائے گا، وہ یہ کس طرح برداشت کر لیتے کہ ان کی بیوی دوسرے کو چھاتی چسوائے۔ ایسا ایران میں ہوتا ہوگا عرب میں نہیں۔ اور نہ ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بے حیائی کا مشورہ دے سکتے تھے۔

Bulandi0002_(9).jpg

آیات میں ڈنڈی ماری گئی

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں اللہ کا ارشاد ہے (وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (3-169) جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جائیں انہیں ہرگز مردہ خیال مت کرنا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب الجہاد باب 15 حدیث 2801 صفحہ 364)

قارئین کرام قرآن کریم کی آیت کریمہ آپ کے سامنے ہے خوردبین لگا کر دیکھ لیجئے آپ کو شہید کا لفظ کہیں نظر نہیں آئے گا بلکہ (اَلَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں۔

ہمارے ہاں کچھ لوگ ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کہتے ہیں اور ایسے بھی ہیں کہ اسے شہادت کا رتبہ بخشنے والے ضیاء الحق کو بھی شہید کہتے نہیں تھکتے۔ یعنی قاتل اور مقتول دونوں شہید۔ یہ لفظ ایک معمہ بن گیا۔ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (2/154) اللہ کی راہ میں جو مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں شعور نہیں۔ یہ آیت کریمہ ایران عراق جنگ میں دو طرفہ پڑھی جاتی تھی۔ عراقی بھی شہید اور ایرانی بھی شہید۔

شہید کا لفظ اپنے مادہ کے تحت قرآن کریم میں تقریباً 155 بار آیا ہے۔ جس کے معنی گواہ، یعنی دیکھنے والا، موجود حاضر جن کے لئے اللہ نے بڑے درجے رکھے ہیں۔ انہی درجوں کی کو چھپانے کی خاطر ہمارے علماء نے 21 طرح کی موت کو شہادت کی موت قرار دیا ہے۔ یہ اتنی آسان نہیں ہے۔

یہ عشق نہیں آساں اتنا ہی سمجھ لیجئے ۔ اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

اگر شہادت کا درجہ آرام دہ موت میں ملتا ہے تو جنگوں میں کیوں جایا جائے۔ ہمارے یہ بدبخت علم کے دعویدار اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس حَیٌّ قَيُّوْم رب کے صفاتی ناموں کے جدول میں اٹھاونواں نام (شہید) ہے جبکہ ان کا اصرار ہے کہ شہید وہ ہے جو مر گیا اللہ کی راہ میں۔ مگر اللہ کا فرمان ہے۔ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (13/43) (اے رسول) کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو تو تم ان سے کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے اللہ اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

فرمایا رب نے۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (2-143) اوپر کی آیت میں اللہ خود شہید نیچے کی آیت میں امت کو شہدا اور رسول کو شہید کہا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا (4-33) یہاں پھر رب نے اپنے آپ کو شہید کہا ہے۔ عام لوگ اگر اس کے معنی نہ سمجھتے ہوں گے تو انہیں الزام نہیں دیا جا سکتا مگر افسوس اس بات کا ہے کہ مولوی بھی بلا سوچے سمجھے شہید کے لفظ کو غلط معنوں میں استعمال کر رہا ہے۔ سادہ لوح عوام کو افغانستان جہاد کے نام پر بھیج رہا ہے اپنی اولاد یورپ امریکہ میں تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ اُس امریکہ میں جو اسرائیل کا دوست ہے اور جس نے افغانستان کو تاراج کیا۔

---☆☆☆---

آیت الکرسی شیطان کا تحفہ؟

ملاحظہ فرمائیے کہ دشمنان دین نے قرآن کریم کو ناقص ثابت کرنے کے لئے کیا کیا جتن کیے اب بیچ میں شیطان کا تحفہ بھی لے آئے۔ ابو ہریرہ نے کہا حضور

نے مجھے صدقہ فطر کی نگہبانی پر مقرر کیا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کھجوریں لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا کہ تمہیں حضورؐ کے پاس لے جاؤں گا اس نے کہا ابو ہریرہؓ جب تو (سونے کے لئے) بچھونے پر جائے تو آیۃ الکرسی پڑھ لے صبح تک اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر رہے گا اور تیرے پاس شیطان نہ پھٹکنے پائے گا اور ابو ہریرہؓ نے یہ بات آنحضرتؐ سے بیان کی آپؐ نے فرمایا گو وہ بڑا جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی۔ یہ شخص شیطان تھا۔

(بخاری جلد سوم کتاب فضائل قرآن باب 2 حدیث 3 صفحہ 40)

گویا جو لوگ آیۃ الکرسی حفاظت کے لئے پڑھتے ہیں وہ شیطان کے کہنے پر پڑھتے ہیں؟۔ چلو بیمار کو شفا ملے چاہے جس کے ہاتھوں ہو۔

-----------☆☆☆-----------

پہلی وحی

فرمایا عائشہؓ نے کہ حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم اسی غار حرا میں تھے کہ آپؐ پر وحی آن پہنچی حضرت جبرئیل آئے، انہوں نے کہا پڑھ، آپؐ نے فرمایا میں پڑھا (لکھا) آدمی نہیں۔....آپؐ فرماتے ہیں پھر جبرئیل نے مجھ کو پکڑ کر ایسا بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا، پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا میں (پڑھا لکھا) آدمی نہیں (کیونکر پڑھوں) انہوں نے مجھ کو پھر پکڑا دوسری بار دبایا اتنا کہ میری طاقت نے جواب دیدیا، پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا (کیسے پڑھوں) میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ دبوچا پھر مجھ کو چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگے اس پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے (سب چیزیں) بنائیں آدمی کو (خون

کی) پھٹکی سے بنایا۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بڑے کرم والا ہے۔ پس یہی آیتیں (جبرئیل) سے سن کر (آپؐ پہاڑ سے) لوٹے آپؐ کا دل (ڈر کے مارے کانپ رہا تھا) حضرت خدیجہؓ کے پاس گئے اور فرمانے لگے مجھ کو کپڑا اوڑھا دو، لوگوں نے آپؐ کو کپڑا اوڑھا دیا جب آپؐ کا ڈر جاتا رہا تو آپؐ نے خدیجہ سے یہ قصہ بیان کر کے فرمایا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں، قسم خدا کی اللہ تم کو کبھی رسوا نہیں کریگا۔ تم تو ناتا جوڑتے ہو اور ناتواں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہو اور جو چیز لوگوں کے پاس نہیں وہ ان کو کما دیتے ہو اور مہمان کی مہمانی کرتے ہو اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہو، پھر خدیجہؓ آپؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں۔ جو خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے یہ عبرانی زبان کے عالم تھے عیسائی تھے۔ اور یہ بوڑھے ضعیف اندھے تھے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا تب ورقہ بن نوفل کہہ اٹھے، یہ تو وہ خدا کا رازدار فرشتہ ہے جس کو اللہ نے موسیٰ پر اتارا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تم کو تمہاری قوم تمہارے شہر سے نکالے گی......

ابن شہاب نے کہا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک بار جا رہا تھا اتنے میں آسمان سے ایک آواز سنی کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان زمین کے بیچ ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا ہے۔ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا (اپنے گھر کو) لوٹا میں نے گھر والوں سے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں۔ اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ (لوگوں کو) ڈرا اس آیت تک اور پلیدی چھوڑ دے۔ (اردو ترجمہ) (بخاری جلد اول کتاب الوحی باب 1 حدیث 3 صفحہ 92)

ایرانیوں کی پہلی غلط بیانی قطع نظر اس کے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو علم تھا کہ حضورؐ پڑھے لکھے نہیں تھے پھر بار بار کہنا کہ پڑھ۔ پھر حضورؐ کا بھی یہ کہنا کہ میں ان پڑھ ہوں درست نہیں، کیونکہ کسی بات کو دہرانے کے لئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں ہاں کوئی تحریر پڑھوانی ہو تو حضورؐ کو کہنا پڑتا کہ میں ان پڑھ ہوں۔ مجھے یقین ہے

Bulandi0002_(11).jpg

کہ جبریئل کسی تختی پر آیات لکھ کر لائے ہوں گے جب حضورؐ سے پڑھنے کو کہا تو حضورؐ کو کہنا پڑا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔

دوسری بات کہ حضورؐ ڈرے (ڈر کے مارے کانپ رہے تھے) کیوں بھئی ایسی کیا چیز دیکھی تھی، رسالت ملی تھی۔ جس کے متعلق رب کا فرمان ہے۔ کہ۔ اِنِّی لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ (27-10) میرے رسول کبھی ڈرا نہیں کرتے۔ مگر ایرانیوں نے ہمارے رسول کو ڈرپوک ثابت کر دیا۔ پھر جب اس اندھے ورقہ کو پتہ چلا کہ سامنے والی ہستی مثل موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں تو ایمان بھی نہیں لایا، پھر علم غیب بھی جانتا تھا کہ حضورؐ کو جب دیش نکالا ملے گا تو ورقہ بن نوفل ورقہ ورقہ ہو چکا ہوگا۔ حضورؐ ڈرے ہوئے تھے کہ میرے ساتھ ہوا کیا؟ ورقہ عیسائی نے کہا آپ نبی بن گئے ہیں۔ نبوت ملی مگر اللہ نے بشارت نہیں دی، جبریئل نے بھی بتانا مناسب نہ سمجھا، حضورؐ جس کے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا وہ بھی نہیں سمجھے، اگر کچھ سمجھا تو اندھا سمجھا۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا ہم کون کون سا احسان چکائیں گے، ادھر موسیٰ علیہ سلام نے ڈیلی پچاس نمازوں سے ہماری جان چھڑائی۔ پھر آخر میں یہ ٹکڑا (اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ (لوگوں کو) ڈرا اور پلیدی چھوڑ دے) کیا ہمارے پیغمبر پلید رہا کرتے تھے؟۔ علامہ اقبال نے تو کہا تھا اگر کوئی کہہ دے کہ حضورؐ کے کپڑے میلے تھے تو میں اسے بھی توہین رسالت سمجھوں گا۔ قارئین کرام اس روایت میں جو عیب میں نے گنوائے ہیں یہ بالکل ظاہر ہیں۔ ایک بچہ بھی اگر دماغ پر زور دے تو دروغ گوئی ظاہر ہو جائے گی۔ عقل کی بھی ان میں کمی تھی، اگر اس زمانے کا کوئی آدمی جھوٹ لکھے تو وہ اس صفائی سے ہوگا کہ کوئی پتہ نہیں چلا سکے گا کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ۔

یہ لوگ یہود و نصاریٰ کو ہم پر فوقیت دینا چاہتے تھے۔ کہ اگر ورقہ نہ بتاتے تو ان کے پیغمبر کو تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ پیغمبر ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام ان کی نمازیں کم نہ کرواتے تو یہ سارا دن نمازوں میں لگ کر کھڈے لین لگ جاتے۔

کھلم کھلا گناہ

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا کہ میری امت کے سب لوگوں کو اللہ بخش دے گا مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کریں (وہ نہیں بخشے جائیں گے) یہ ڈھیٹ پنا ہے کہ آدمی رات کو ایک برا کام کرے اللہ نے اسے چھپائے رکھا ہو لیکن وہ صبح لوگوں کو کہتا پھرے یار و میں نے گزشتہ رات یہ کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رات بھر اس کو چھپائے رکھا مگر وہ صبح کو اللہ کا پردہ کھولنے لگا۔

(بخاری جلد سوم کتاب الادب باب 611 حدیث 1008 صفحہ 456)

اس روایت (جسے وہ حدیث کا نام دیتے ہیں) میں مسلمانوں کو یہ درس دیا گیا ہے کہ (اللہ امت کے سب لوگوں کو اللہ بخش دے گا) یعنی گناہ کے مرتکب کو بھی ہاں جو اس کی تشہیر کرے گا وہ نہیں بخشا جائے گا۔ اس طرح گناہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ جبکہ رب گناہ سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ بھی درست نہیں ہے کہ رات کو جو برا کام کرتا ہے رب اس پر پردہ ڈالے رکھتا ہے اور وہ صبح دوستوں کو بتاتا پھرتا ہے کہ میں رات..........

☆☆☆

ترجمان وحید الزمان کی بددیانتی

انس بن مالک مروی ہیں فرمایا حضورؐ نے کہ اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے فرمائے گا جس کو سب دوزخیوں سے ہلکا عذاب ہوگا (یعنی ابو طالب کو) اگر اس وقت تیرے پاس ساری زمین کا مال اسباب ہو۔ کیا تو اپنی چھڑائی میں دیدیگا وہ کہے گا

Bulandi0002_(12).jpg

بیشک دیدوں گا (جان ہے تو جہان) اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ارے میں نے تجھ سے اس کے بہ نسبت بہت سہل بات چاہی تھی۔ جب تو آدم کی پشت میں تھا میں نے تم سے کہا تھا کہ شرک نہ کرنا لیکن تو نہ مانا آخر تم نے شرک کیا۔

(بخاری جلد سوم کتاب الرقاق باب 854 حدیث 1476 صفحہ 649)

میں بھی حیران تھا کہ بخاری ایرانی ہو کر ابو طالب کو دوزخی اور مشرک قرار دے رہا ہے، جس کی نبی ابی کو میاؤں۔ یہ کیا معاملہ ہے مگر عربی متن دیکھا تو اس میں ابو طالب کا نام نہیں ہے۔ مترجم نے سوچا تندور گرم ہے کیوں نہ میں بھی ایک دو روٹی ان کے نام کی لگالوں کسی کو کیا پتہ چلتا ہے۔

---------☆☆☆---------

کیا ہمارا دین کامل ہے؟

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، میں نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو تھیلے سیکھے یعنی دو طرح کے علم حاصل کئے (ایک روایت میں دو برتن ملے) ایک کو میں نے (لوگوں میں) پھیلا دیا، اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو میرا بلعوم (گلا) کاٹ ڈالا جائے گا۔ بخاری نے کہا بلعوم (نرخرا) وہ ہے جس میں سے کھانا اترتا ہے

(بخاری جلد اول کتاب العلم باب 84 حدیث نمبر 120 صفحہ 149)

قارئین کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنا حلق بچانے کی خاطر قوم کو آدھے دین سے محروم کر دیا؟۔ حالانکہ اللہ نے فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (اے میرے رسول پہنچا دے وہ پیغام جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا) وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (5-67/68) اگر تم نے ایسا نہ کیا تو

تم نے رسالت کا حق ادا نہ کیا اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا وہ تمہارے مقابلے میں کافروں کو کامیابی کی راہ پر گامزن نہیں کرے گا۔ اور یہ بھی رب کا فرمان ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (69-44/45/46) اور اگر نبی نے خود گڑی ہوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن کاٹ ڈالتے۔

جب دین اپنے جزیات کے ساتھ امت تک پہنچ گیا تو رب نے کہہ دیا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (5-3) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی تمام نعمتیں اس پر نچھاور کر دیں اور میں دین اسلام سے راضی ہوا۔

اس کے بعد جو کوئی یہ کہے کہ آدھا دین میں نے پھیلا دیا، اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ میرا بلعوم (گلا) کاٹ ڈالا جائے گا۔ یہ امت کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ امت کو اس مغالطہ میں ڈالنا ہے کہ دین مکمل نہیں ہے۔

---------☆☆☆---------

متعہ، شہوت رانی یا زنا کی اجازت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جایا کرتے تھے، اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں (جن سے ہم اپنی خواہش بجھاتے) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر لیں (خصی کم جہاں پاک) آپ نے منع فرمایا (اسی سفر میں) آپ نے ہم کو یہ اجازت دی کہ ایک کپڑا دے کر بھی ہم عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ یعنی متعہ۔ اس

Bulandi0002_(13).jpg

کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیہ پڑھی (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (5-87) (بخاری جلد دوم باب 673 حدیث نمبر 1723 صفحہ 846) اور حدیث صحیح مسلم صفحہ نمبر ۴۵۱ مطبوعہ دہلی میں سبرہ جہنی کی روایت ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک ساتھی بنی عامر کی ایک عورت کے پاس اکٹھے گئے اور اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اس سے اُجرت کے متعلق دریافت کیا، میں نے کہا کہ میں اپنی چادر دوں گا۔ میرے ساتھی نے کہا کہ وہ اپنی چادر دے گا۔ اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی لیکن میں اس کی نسبت جوان تھا۔ وہ عورت جب اُس کی چادر کی طرف دیکھتی تھی تو اس کی طرف مائل ہوتی تھی۔ اور جب میری طرف دیکھتی تو مجھے پسند کرتی۔ بالآخر اس نے کہا کہ تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہے۔ چنانچہ تین روز تک میں اس کے پاس رہا۔

(صحیح مسلم شرح نووی جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۱۷)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (5/87-88) ان آیات کریمات کا واضح مفہوم تو یہ ہے۔ کہ اے صاحبان ایمان (اگر اپنی طبیعت نہ چاہے) تو ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ کرو جو اللہ نے تم پر حلال کی ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ جو کچھ حلال طیب رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اسے کھاؤ پیو اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ یہ متعہ (عارضی نکاح) یا زنا کے جواز کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اور حدیث صحیح مسلم صفحہ نمبر ۴۵۱ مطبوعہ دہلی میں سبرہ جہنی کی روایت ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک ساتھی بنی عامر کی ایک عورت کے پاس اکٹھے گئے اور اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اس سے اُجرت کے متعلق دریافت کیا، میں نے کہا کہ میں اپنی چادر دوں

گا۔ میرے ساتھی نے کہا کہ وہ اپنی چادر دے گا۔ اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی لیکن میں اس کی نسبت جوان تھا۔ وہ عورت جب اس کی چادر کی طرف دیکھتی تھی تو اس کی طرف مائل ہوتی تھی۔ اور جب میری طرف دیکھتی تو مجھے پسند کرتی۔ بالآخر اس نے کہا کہ تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہے۔ چنانچہ تین روز تک میں اس کے پاس رہا۔

(صحیح مسلم شرح نووی جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۱۷)

آیت نے تو كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمْ کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ معاملہ کھانے پینے کا ہے، رزق کا ہے وہ تم پر حلال ہے۔ کپڑا دے کر عورت حلال نہیں ہے۔ مگر بخاری کی روایت نے شہوت مٹانے کا انتظام بھی کر لیا۔ اور بخاری نے ان صحابہ سے کہلوا دیا وہ بھی حضورؐ کے روبرو کہا کہ (و لیس معنا نساء) عورتیں ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ کیا ہم فقلنا الا نختصی اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں؟ عورت جو نہیں ملتی۔ جبکہ رب کا فرمان ہے۔ حِلٌّ لَّهُمْ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ حلال کر دیں باعصمت عورتیں تم سے پہلے جنہیں کتاب دی گئی ہے اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے نکاح میں ان کے محافظ بنو وَ لَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ نہ یہ کہ شہوت مٹانے کے لئے یا چوری چھپے یاری کرنے لگو۔ اور جس نے انکار کیا اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔ (5-5)

مگر بخاری کی روایت سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ساتھی نے کھلے لفظوں میں کہا کہ ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہیں ہمیں عورتوں کی ضرورت ہے اگر ہماری یہ ضرورت پوری نہ کی گئی تو ہم الا نختصی اپنے آپ کو خصی کر لیں گے۔ اردو ترجمے میں تو یہ تک لکھا ہے کہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ یہ تو صاف شہوت مٹانے کی بات ہے جس کے لئے رب نے شادی کرنے والوں کو بھی اجازت

نہیں دی ہے۔ وہ جو مال بھی خرچ کرتے ہیں مہر بھی ادا کرتے ہیں اور محافظت کا ذمہ بھی لیتے ہیں، جبکہ اس متعہ یا زنا میں ایسا کچھ بھی نہیں تین دن رات گزار کر عبداللہ بن مسعود اور اس کا ساتھی چلے گئے اگر اس دوران عورت حاملہ ہوگئی تو ہوا کرے وہ تو پرانا کپڑا دے کر چلے گئے۔ یہ نہ صرف توہین رسولؐ ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کی کردار کشی ہے۔ عورت ذات کی بھی توہین ہے۔ کہ اس کی عصمت کی قیمت پرانی چادر ہے۔

----------☆☆☆----------

مباشرت

ایک حدیث ہے کہ۔ عائشة رضی الله عنها قالت کان النبی صلی الله علیه و سلم ۔یامرنی فاتزرو فیباشرنی وانا حائض. عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ازار (تہبند) باندھنے کو کہتے تھے پھر مجھ سے مباشرت کرتے تھے اور میں حیض سے ہوا کرتی تھی

(بخاری جلد اول کتاب الحیض باب 207 مباشرت حدیث 293 صفحہ 213)

دوسری روایت: (عائشة رضی الله عنها قالت کان النبی صلی الله علیه و سلم یقبل و یباشر و هو صائم. فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مباشرت کرتے تھے اور وہ روزے سے ہوا کرتے تھے۔

(بخاری جلد اول کتاب صوم باب ۲۰۷ احدیث 1807 صفحہ 826)

مباشرت جماع ہے اور روزے کی حالت میں اور حیض کی حالت میں ممنوع ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (2-222) لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں حیض کے متعلق کہو حیض عورت کیلئے ایک قسم کی ماندگی کا موجب ہوتا ہے لہٰذا ان ایام میں عورتوں سے الگ رہو اور مجامعت کے خیال

سے ان کے قریب نہ جاؤ تاوقت کہ وہ اس سے فارغ نہ ہو جائیں۔ حکم الٰہی بڑا صاف اور واضح ہے۔

بخاری کی ان دو حدیثوں کا جواز علماء حضرات یہ پیش کرتے ہیں کہ مباشرۃ جماع کو نہیں کہتے بلکہ یہ بوس وکنار وغیرہ کو کہتے ہیں۔ اور حیض اور روزے کی حالت میں جماع ممنوع ہے مباشرت نہیں۔ بوس وکنار تو محیضہ اور صائمین کے لئے محرکات گناہ میں سے ہیں اگر کوئی روزے یا حیض میں بوس وکنار کرے گا تو وہ اور کچھ بھی کر لے گا، اس سے پرہیز لازم ہے۔

مباشرت عربی لفظ ہے اس کے معنی ہیں (DIRECT) بلا واسطہ کوئی کام ڈائریکٹ کیا جائے۔ ٹیلی ویژن پر ہر وہ پروگرام جو ڈائریکٹ نشر ہو رہا ہو اس کے ساتھ اگر انگریزی میں (LIVE) لکھا ہوتا ہے تو عربی میں مباشرۃ لکھا ہوگا۔ یعنی یہ پروگرام ریکارڈ وغیرہ نہیں ہے یہ ڈائریکٹ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس لئے مباشرت کے معنی ہوئے ڈائریکٹ (جماع) کرنا۔ یہی مترجمین ومفسرین اس آیت کریمہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ (2-187) روزوں کی راتوں میں تمہاری عورتوں کے پاس تمہارا جانا حلال کر دیا گیا۔ وہ تمہاری ستر پوش ہیں اور تم ان کے اللہ جانتا ہے کہ تم ان کے پاس جانے سے اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم سے درگزر فرمائی اور تم کو اختیار دیا کہ تم ان سے مباشرت کرو۔ واضح رہے کہ ترجمہ میں کتنی خامی ہو یہ واضح ہے کہ صیام میں مباشرت کی اجازت رات کو دی گئی ہے۔ اگر مباشرت ڈائریکٹ جماع نہ ہوتا، بے ضرر کام ہوتا تو رب صائمین کو اور حیض کی حالت میں اس سے منع نہیں فرماتے۔ مباشرت بوس وکنار نہیں ڈائریکٹ فعل جماع ہے جس کی رب نے ممانعت فرمائی ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ روایت بالا جس کے راوی اسودؒ ہیں یہ بناوٹی حدیث ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے احکامات کے سب سے زیادہ پابند تھے۔ اور

ہمارے لئے تو رسولؐ ایک بہترین نمونہ تھے اور ہیں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (33-21) جب رسول اللہ حیض اور صیام میں دن کو مباشرت کرتے تھے اور رب کے فرمان کے مطابق وہؐ ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ ہیں تو پھر ہر امتی پر ان کا اتباع واجب ہو جاتا ہے اور یہی ان مجوسیوں کی منشا ہے کہ آتش کدہ ایران ٹھنڈا کرنے والے مسلمان روزے سے ہوں یا حیض میں اسی کام میں لگے رہیں۔ حالانکہ رب کا فرمان ہے: وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا (25-68) جو لوگ زنا کے قریب نہیں جاتے کیونکہ یہ فعل جو کوئی کرے وہ اثاماً بن کر رہ جاتا ہے۔ جس کے معنی ہم گناہ کے لیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے عربی میں اثاماً اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مضمحل، کمزور، ضعیف، کسلمند، اور ناتواں ہو کر قطار سے پیچھے رہ جائے، جیسے آج ہم ہیں ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ قدم ملا کر چل نہیں سکتے پیچھے رہ گئے ہیں۔ کاروان حیات سے بچھڑ گئے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علم وحکمت کا خزانہ تھے کائنات کے رموز واسرار سے آشنا تھے وہؐ ایک خفتہ قوم کو بیدار کرنے آئے تھے کیا وہؐ اپنے رفقاء میں بیٹھ کر جنسی باتیں کر کے قوم کو اسی اثاماً والے کام کے لئے بیدار کر رہے تھے؟ کیا وہؐ انہی باتوں سے لوگوں کے دلوں کو اور مملکتوں کو فتح کرتے تھے؟۔ وہؐ ضرور علم ودانش کے موتی بکھیرتے ہوں گے جن موتیوں کو ایرانی مجوسیوں نے کوڑیوں سے بدل کر ہمیں دھوکا دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کلام اس میں نہیں بلکہ اس امر میں ہے کہ کلیتاً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے وہ بہر حال تھے تو انسان ہی، انسانی علم کے لئے جو حدیں فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے تھے۔ انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس کو وہ صحیح قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے صحت کا کامل یقین تو ان کو بھی نہیں تھا۔ (تفہیمات حصہ اول

صفحہ 321-322)

پھر فرماتے ہیں۔ یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو جوں کا توں قبول کر لینا چاہیے۔ (ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور اکتوبر۔ نومبر 1952ء)

——————☆☆☆——————

جمعہ میں جماع کی فضیلت

ابو ہریرہ نے فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ من اغتسل یوم الجمع غسل الجنابہ جو کوئی جمعہ کے دن (جماع کر کے) جنابت کا غسل کرے۔ پھر نماز کے لئے چلے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو (اسکے بعد) دوسری گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک گائے قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک سینگوں والا مینڈھا قربانی کیا، اور جو کوئی چوتھی گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک مرغی قربانی کی، اور جو کوئی پانچویں گھڑی میں چلے اس نے گویا انڈا اللہ کی راہ میں دیا۔ قارئین کیا یہ مذاق نہیں؟ یہ حدیث اس کتاب سے لی گئی ہے جسے اصحہ کتاب بعد کتاب اللہ صحیح ترین کتاب بعد کتاب اللہ کہتے ہیں۔ حوالہ حاضر ہے۔

(بخاری جلد اول کتاب الجمعہ باب 559 حدیث 836 صفحہ 427)

——————☆☆☆——————

فرقے کا وجود

حذیفہ بن یمان کہتے تھے کہ لوگ حضورؐ سے اچھی باتوں کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے برائیوں کو جو آپ کے بعد ہونے والی ہیں۔ (تا کہ میں کہیں پھنس نہ جاؤں) آپ نے فرمایا ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلاتے ہوں گے۔ وہ مسلمان ہوں گے۔ میں نے کہا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کیا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور برحق امام کے تابع رہیو، میں نے کہا اگر اسوقت جماعت یا امام ہی نہ ہو (جیسے ہمارے زمانے میں ہے) آپؐ نے فرمایا تو سب فرقوں سے الگ رہ۔ (فرقے جو کفر ہیں جواز پیدا کر لیا)

(بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب 379 حدیث 811 صفحہ 405)

---☆☆☆---

ناموس رسول اکرمؐ کو برملا تار تار کرنا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا ہم نے آپؐ کے ساتھ حج کیا تو دسویں تاریخ طواف زیارۃ کیا پھر ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے صحبت کرنا چاہی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ حائضہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو اسی نے ہم کو یہاں روک رکھا ہے۔

(بخاری جلد اول کتاب المناسک باب 1091 حدیث 1626 صفحہ 754)

ملاحظہ فرمایا (پاجامے کا ذکر آ ہی گیا۔) قارئین کیا خیال ہے عائشہ

صدیقہؓ نے برملا حضورؐ کی صحبت کے اظہار کا ذکر کیا ہو گا؟ یا حضرت صفیہؓ کے حیض کا کیا ان جامعین روایات کی بیٹیاں اور مائیں بھی اپنے حیض اور شوہر کے ساتھ ہم بستری کا ذکر اسی آزادانہ طریقہ پر کرتی تھیں؟۔

---☆☆☆---

روزے میں بھولے سے جماع کرنا

اور حسن اور مجاہد نے کہا اگر بھولے سے جماع کرلے تب بھی روزہ نہیں جاتا۔

(بخاری جلد اول کتاب الصوم باب 1210 صفحہ 828)

روزے میں خطا سے کوئی چیز منہ میں ڈال لینا ممکن ہے پانی کے ایک دو گھونٹ بھول سے پی لینا تو سمجھ میں آنے والی بات ہے مگر بھول سے جماع کرنے والی بات ناممکن ہے۔ سوچا ہو گا دو تین حدیثیں گزر چکی ہیں صحبت یا جماع کا ذکر نہیں ہوا۔ اس لئے ...

---☆☆☆---

عورتوں سے صحبت

ابن عباسؓ نے کہا آنحضرتؐ (حدیبیہ کے سال مکہ جانے سے) روکے گئے۔ آپؐ نے (حدیبیہ میں) اپنا سر منڈایا اور اپنی عورتوں سے صحبت کی، اور قربانی کو نحر کیا۔ (بخاری جلد اول کتاب المحصر باب 1135 حدیث 1694 صفحہ 782)

ملاحظہ فرمایا صلح حدیبیہ ہوا یا نہیں ہوا قربانی کے جانور پہنچے یا نہیں پہنچے جو ضروری کام ہے وہ بتا دو الے نہیں بھولے اور پھر ایک عورت سے نہیں (عورتوں) سے ضروری کام صحبت نہیں بھولے۔ حتیٰ کہ صحبت کرنے کا پتہ ابن عباس کو بھی چل گیا

Bulandi0002_(17).jpg

کیا حضورؐ صحبت کرنے سے پہلے ڈھنڈورا پیٹتے تھے؟ ایسا ایران میں ہوتا ہوگا۔

-----------☆☆☆-----------

پھر صحبت

ایک شخص نعمان بن بشیر کے پاس آیا جس نے اپنی بیوی کی باندی سے صحبت کی تھی، انہوں نے فرمایا میں اس کے متعلق وہی فیصلہ کروں گا جو اللہ کے رسول کا فیصلہ ہے۔ فرمایا کہ اگر اس کی بیوی نے اس کے لئے یہ باندی حلال کردی تھی تو میں اس کو سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر بیوی نے حلال نہیں کی تھی تو میں اس کو سنگسار کروں گا۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب الحدود باب 8 حدیث 2551 صفحہ 271)

بیوی کون ہوتی ہے حلال اور حرام کرنے والی۔ حلال حرام کا فیصلہ کتاب اللہ سے ہوتا ہے۔ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ (16-116) اور دیکھو ایسا نہ کرو کہ جو کچھ تمہاری زبان پر آ جائے تم حکم لگا دو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے۔

-----------☆☆☆-----------

صحبت نہ کرنے کا عہد

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینے کا ایلا کیا (صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی) جب انتیس دن گزر گئے تو صبح سویرے یا تیسرے پہر کو آپؐ ان کے پاس گئے، لوگوں نے عرض کیا آپؐ نے ایک مہینہ الگ رہنے کی قسم کھائی تھی آپؐ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

(بخاری جلد اول کتاب الصوم باب 1195 حدیث 1792 صفحہ 820)

(لوگوں نے عرض کیا) کسی ایک شخص نے نہیں لوگوں نے، یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پرائیویٹ زندگی جو ہر شخص کی پردے میں رہتی ہے وہ طشت ازبام رہتی تھی۔ کوئی پردہ وغیرہ نہیں تھا۔ اور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا بے تاب ظاہر کیا کہ وہ مہینے کا انتظار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کردار پہ جھوٹ بولنے والو! اللہ کرے تم قیامت تک عذاب جھیلتے رہو اور آخرت میں تمہارا ٹھکانہ جہنم ہو۔

-----------☆☆☆-----------

زنا اور چوری کی کھلی چھٹی

ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس (خواب میں) ایک آنے والا (فرشتہ) میرے مالک کے پاس سے آیا اس نے بیان کیا یا مجھ کو یہ خبر دی کہ میری امت میں سے جو کوئی اس حال میں مر جائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، تو وہ بہشت میں جائیگا۔ میں نے عرض کیا وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے، آپؐ نے فرمایا گو وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے۔

(بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب 785 حدیث 1164 صفحہ 558)

اللہ نے اس امت کو کیا کھلی چھٹی دے رکھی ہے شرک نہ کرو تو چاہے زنا کرو یا چوری بے فکر پھرتے رہو۔ پھر تو شرک نہ کرنے والے چور کے ہاتھ بھی نہیں کاٹنے چاہییں اور مسلمان تو ہوتا ہی غیر مشرک ہے لہٰذا زنا اور چوری پر اس سے مواخذہ نہیں ہونا چاہیے۔ ایرانیوں نے حدیث تو بنالی یہ نہ سوچا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ رب نے جو یہ فرمایا ہے

Bulandi0002_(18).jpg

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (24.2) زنا کار عورت اور زنا کار مرد کو سو سو کوڑے مارو۔ تو ایک لفظ بڑھا دیا۔ اِذَا لَمْ يُشْرِكْ لَا تَجْلِدُوا .... اگر شرک نہیں کیا تو مت مارو۔ تو زنا کار عورت اور مرد کو تو رب سو کوڑوں کی سزا سناتا ہے اور اس کا پیغمبر کہے کہ جا موج اڑا۔ یہ افسانہ بے حقیقت نہیں۔

---------☆☆☆---------

صحبت کا ثواب

ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی، اور تیسرے وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو وہ اس سے صحبت کرتا ہو پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی طرح تعلیم کرے، اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ہوگا۔

(بخاری جلد اول کتاب العلم باب 73 حدیث 96 صفحہ 140)

ذکر ہوتا ہے جب قیامت کا بات پہنچی تیری جوانی تک

بات کہیں کی بھی ہو صحبت یا جماع کا ذکر ضرور آئے گا۔ پہلے لونڈی ہو پھر جماع کرے پھر اس کو ادب سکھائے تعلیم دے پھر نکاح کرے۔ کیا فلسفہ ہے سبحان اللہ اگر دین یہی ہے تو کیا ہم ایسا دین دوسروں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

---------☆☆☆---------

ہر کام میں بسم اللہ

حضرت ابن عباسؓ وہ اس حدیث کو آنحضرت تک پہنچاتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے، یوں کہے، بسم اللہ یا اللہ ہم کو شیطان سے بچائے رکھ۔ اور جو اولاد ہم کو عطا فرمائے، شیطان کو اس سے دور رکھ، پھر کچھ اولاد ہو تو شیطان اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

(بخاری جلد اول کتاب الوضو باب 103 حدیث 141 صفحہ 160)

ان کی حدیث میں صحبت کا ذکر نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں، مجوسی چاہتے تھے مسلمان کوئی بھی کام کریں زندگی کا اہم مقصد "صحبت" پیش نگاہ رہے۔

---------☆☆☆---------

بنتی نہیں ہے بات صحبت کہے بغیر

سہلہ بنت سہیل (ابو حذیفہ کی جورو) حضورؐ کے پاس آئی بیان کیا حدیث کو آخیر تک آنحضرتؐ میرے جلوے کے روز (جس روز ان کے خاوند نے ان سے صحبت کی) میرے پاس تشریف لائے اور میرے بچھونے پر بیٹھ گئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے۔

(بخاری جلد دوم کتاب مغازی باب 471 حدیث 1229 صفحہ 554)

سہلہ بنت سہیلؓ صحابیات میں سے ہیں اور معروف صحابی ابو حذیفہؓ کی بیوی ہیں وہ پرائے مردوں میں بیٹھ کر بات کسی موضوع پر کر رہی ہیں کہ یہ اس دن کی بات

Bulandi0002_(19).jpg

ہے جب میں صحبت کر کے آئی تھی۔ جیسے ہمارے آج کل کے دکاندار ہر معاملے دیندار نمازی پرہیزگار ثابت کر کے گاہک کو رجاتے ہیں۔ مگر صحابی یا ان کی بیگمات ہر بات کو صحبت کی سپورٹ دے کر کیا حاصل کرنا چاہتی تھیں؟ ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ سب ان پر بہتان ہے وہ اعلیٰ کردار کے لوگ تھے۔ وہ ایران کے میکدوں اور آتش کدوں کے پروردہ نہیں تھے۔

——————☆☆☆——————

بخاری اور اہل بیت

حضرت علیؓ بیان فرما رہے ہیں کہ حضور صلے علیہ وسلم نے اس دن جو پانچواں حصہ اللہ کا عطا کیا تھا اس میں سے ایک اونٹنی آپؐ نے مجھ کو دی۔ جب میں نے حضرت فاطمہؓ (آپ کی صاحبزادی) سے صحبت کرنا چاہی تو میں نے ایک سنار (نام نامعلوم) سے وعدہ کیا (بخاری جلد دوم کتاب المغازی باب 480 حدیث 1177 صفحہ 573) (یہاں بھی صحبت کا ذکر موجود ہے!) مرزا غالب نے غالباً بخاری شریف کے متعلق کہا تھا کہ:

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

حق تو یہ تھا کہ اپنے داماد کے متعلق بھی کہتا کہ وقت کہ دختر من زیر اوں بود و اوں در صحبت مشغول بود من گفتم ایں طریقہ درست نیست ایں طور بکن۔

——————☆☆☆——————

انشاءاللہ کہنا ورنہ محنت اکارت جائے گی

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ۔ حضرت سلیمان نے جو حضرت داؤد کے بیٹے تھے، یوں کہا آج رات میں اپنی سو عورتوں یا ننانویں عورتوں کے پاس ضرور گھوم آؤنگا (سب سے صحبت کرونگا) اور ہر ایک عورت ایک بیٹا جنے گی، جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کریگا، ان کے رفیق نے کہا ان شاء اللہ کہو لیکن حضرت سلیمانؑ نے انشاءاللہ نہ کہا (بھول گئے) پھر ان (سو یا ننانوے) عورتوں میں سے فلم تحمل منهن الا امراة واحده صرف ایک کو پیٹ رہا، وہ بھی ادھورا بچہ جنی قسم ان پروردگار کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اگر انشاءاللہ کہتے تو سب عورتوں کے بچے ہوتے جو سوار ہو کر جہاد کرتے۔

(بخاری جلد دوم کتاب الجہاد باب 68 حدیث 84 صفحہ 77)

بخاری نے اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر کی کیا تصویر پیش کی ہے۔ سو بیویاں اور ایک ہی رات میں ان کے پاس جانا۔ پیغمبروں کی اللہ کی طرف سے کچھ ڈیوٹیاں ہوتی ہیں۔ وہ اپنی توانائیاں اس کام میں ضائع کر کے امور رسالت کیسے انجام دیتے، خیر یہ تو جانے کوئی علم و دانش کا پیکر آتش کدہ ایران کے مجاور کیا جانے کہ پیغمبری کیا چیز ہے۔ اور امور پیغمبری کس طرح انجام دی جاتی ہے۔

——————☆☆☆——————

Bulandi0002_(20).jpg

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی

انس بن مالک نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لائے اللہ نے خیبر کا قلعہ فتح کروادیا تو آپ ؐ سے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کے حسن وجمال کا ذکر کیا گیا ان کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور وہ نئی دلہن تھیں ۔ آنحضرت نے ان کو اپنے لئے چن لیا پھر ان کو لے کر خیبر سے نکلے (وہ حیض سے تھیں) (ان کو حیض کا پتہ بہت جلد لگ جاتا ہے) جب ہم لوگ سدالروحا میں پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں آپ نے ان سے صحبت کی، پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر حیس تیار کر کے رکھا اور انس سے کہا کہ اطراف کے لوگوں کو بلا لو یہی کھانا آنحضرت ؐ نے حضرت صفیہ کے ولیمہ میں کھلایا، پھر مدینہ کو روانہ ہوئے راستے میں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر اپنے پیچھے کمبل سے گول گدہ بنایا پھر اونٹ کے قریب اپنا گھٹنا رکھا پھر صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں آپ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر چڑھیں۔

(بخاری جلد اول کتاب البیوع باب 1386 حدیث 2093 صفحہ 938)

خیبر کا قلعہ فتح ہوا تو مرنے والوں کی تدفین مال متاع سامان حرب وضرب کو جمع کرنے کی بات نہیں زخمیوں کے علاج کی بات نہیں اہل خیبر کے انتظام کی کوئی بات نہیں ذکر لہ جمال صفیہ ۔ حضورؐ سے حضرت صفیہ کے حسن وجمال کی باتیں ہو رہی ہیں۔ وہ ہستی جن کے متعلق رب کا فرمان ہے اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (68/4) اخلاق کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہیں۔ وہ ایک نئی نویلی دلہن جو تازہ تازہ بیوہ ہوئی ہے شوہر کا سوگ منا رہی ہے، حضورؐ کو جیسے ہی پتہ چلتا ہے تو اسے اپنے لئے مختص کر لیتے ہیں، اور حضرت انس بن مالک ؓ کو یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ حیض سے ہیں۔ حالانکہ حیض کے حال کا تو شوہر کو بھی پتہ نہیں چلتا اگر ضرورت پڑتی ہے تو

عورت اتا بتاتی ہے کہ بیمار ہوں طبیعت ٹھیک نہیں وغیرہ وغیرہ...... یہاں نہ صرف صحابہ کرام ؓ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے حیض کا پتہ ہے بلکہ ان کی پاکی کا بھی علم ہے کہ (جب ہم سدروحا پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں) اور فوراً آپ ؐ نے ان سے صحبت کی۔ کیا ایک غم زدہ عورت کی دل جوئی کا یہی طریقہ ہے کہ اس سے صحبت کی جائے؟ یہ تو طبع بشری کے بھی خلاف ہے۔ اس محسن انسانیت سے یہ توقع رکھنا کہ انہوں نے یہی کچھ کیا ہوگا؟ یہ آتش کدہ ایران کے متولی (آتش کدہ) ٹھنڈا کرنے والوں کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ بخاری پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ مکہ ہو یا مدینہ ہر عورت یہ اعلان کرتی پھرتی تھی کہ میں حیض سے ہوں۔ یا میں اب نہا چکی ہوں

نئے رشدی کو مار دو گے تم
ان رشدیوں کا کیا کرو گے تم

رشدی تو پیدا ہوتے رہیں گے کیونکہ ان کو غذا انہی ایرانی کتابوں سے ملتی ہے ذرا دیکھئے کہ اغیار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

عربوں کے لئے یہ انقلاب جو محمدؐ لایا یہ ایک نئی زندگی تھی جو انہیں تاریکی سے نور کی طرف لے آئی تھی۔ عرب اس کے ذریعے پہلی بار زندہ ہوا۔ ایک ایسی قوم جو ابتداء آفرینش سے گمنامی کے عالم میں ریوڑ چراتی تھی، ان کی طرف ایک رسول آیا جو اپنے ساتھ ایسا پیغام لایا جس پر وہ قوم ایمان لے آئی وہ دیکھو وہی گمنام چرواہے دنیا کی ممتاز ترین قوم بن گئے۔ وہ حقیر قوم ایک عظیم الشان امت میں تبدیل ہو گئی۔ ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ اور دوسری طرف دہلی تک چھا گئے۔ اس کے بعد سینکڑوں برس ہو چلے ہیں کہ یہ اسی شان وشوکت اور درخشندگی اور تابندگی سے کرہ ارض کے ایک حصے پر مسلط ہیں (یہ سب ایمان کی حرارت سے ہوا) ایمان بہت بڑی چیز ہے ایمان ہی سے زندگی ملتی ہے جو نہی کسی قوم میں ایمان پیدا ہوا اس قوم کی تاریخ اعمال میں نتائج اور روح میں بالیدگی پیدا کرنے والی بن گئی۔

Bulandi0002_(21).jpg

یا یہ انقلاب ایسا ہی تھیں جیسے ریت کے کسی سیاہ گمنام ٹیلے پر آسمان سے بجلی کی لہر آگرے اور وہ ریت کا تودہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک آتش گیر مادہ میں تبدیل ہو کر اس طرح یک سے اڑ جائے کہ دہلی سے غرناطہ تک اس کے شعلوں میں آجائے" نوع انسان خشک نیستاں کی طرح ایک شرارہ کے انتظار میں تھی۔ وہ بجلی کا شرارہ اس جلیل کی صورت میں آسمان سے آیا اور تمام نوع انسانی کو شعلہ صفت بنا دیا۔

(THOMAS CARLYLE HEROES AND HERRO WORSHIP P66)

ایک دوسرے مغربی دانشور (RAYMOND LEROUGE) کے الفاظ میں

نبی عربی اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا۔ انہوں نے ایک ایسی سیاسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہیں ہونا تھا۔ ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات، باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی۔

(LIFE DE MOHAMET PP 18-19)

حضورؐ نے دنیا کو ایک نئی فکر سے روشناس کرایا، وہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر علم و حکمت کی باتیں کرتے تھے، وہ انسانیت کو ایک نئی فکر سے روشناس کراتے تھے، حیات نو کی دانشمندانہ گفتگو ہوتی تھی، جب ہی وہ ایک عظیم الشان انقلاب لائے۔ ان کی مجلس میں سیکس کی باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ مگر ایرانیوں نے تو اپنا بدلہ لینا تھا آتش انتقام انہیں چین نہیں لینے دیتی تھی، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضورؐ کو ان کے صحابہ کرام کو ان کے ازواج مطہرات کو اور ان کی مجلس کو چنڈو خانہ ثابت کرنا تھا، کر دکھایا۔ حالانکہ رب نے کہہ دیا تھا۔ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (9:100)

جن لوگوں نے سبقت کی مہاجرین اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے اور ان کے لئے باغات ہیں جنت کے۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ حضورؐ نے بھی فرمایا تھا کہ **اصحابی کالنجوم** (میرے اصحاب مثل نجوم "تارے" ہیں) اب اگر کوئی ان کے کردار پر کیچڑ اچھالے تو وہ گندگی کھاتا ہے جہنم میں اپنا ٹھکانا بناتا ہے، چاہے اس کا نام مسلمانوں جیسا ہو یا عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح، چاہے وہ مکہ مدینہ کا رہنے والا ہو یا بلخ بخارا، سمرقند، قزوین، نیشاپور یا ترمذ کا۔

اگر بخاری کی روایات کو کوئی بھی شخص تحقیق کے ترازو سے گزارے تو وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ مواد کسی دشمن نے دشمن کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ترتیب دیا ہے لیکن یہ مواد کسی تھرڈ کلاس آدمی کی دماغی اختراع ہے کیونکہ اس میں علم و دانش کی ایک رمق بھی نہیں ہے۔ سمجھ لیجئے پیغمبر ایک ایک کان میں ہیرا ہوتا ہے اور اس کے صحابہ اطراف کے پتھر اگر ہیرا نیلم ہے تو اطراف کے پتھروں میں بھی وہی رنگ ہوتا ہے قدرے کم سہی اس کی بھی بڑی قیمت ہوتی ہے اسے عربی میں احجار کریمہ کہتے ہیں نبی ہیرا ہوتا ہے اور ان کے صحابہ کو ہیرے کے اطراف کے پتھر سمجھ لیجئے جس میں قدرت نے حنابندی کی ہوتی ہے۔ چنڈو خانے میں بیٹھنے والے جنسی گفتگو کرنے والے شاہی دربار کے آداب تو جانتے ہوں گے مگر مجلس رسولؐ سے ناواقف ہیں۔

———☆☆☆———

بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم

کشتگان جنس زدگی کے ماروں کو ہر جگہ نر اور مادہ نظر آتے ہیں حتیٰ کہ زمین اور آسمان، چاند اور سورج میں بھی وہ میاں بیوی کا رشتہ باندھتے ہیں۔ ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کہتے ہیں کہ اگر ایک جہاز ڈوب گیا ایک مرد اور ایک عورت کسی طرح جزیرے پر پہنچ گئے تیسرا کوئی نہیں تو وہ آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔ **یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا۔**

حالانکہ امر لازم یہ ہے کہ وہ اس جزیرے پر پہلے ایسے درخت تلاش کریں جس کے پھل کھا کر وہ زندہ رہ سکیں۔ پھر ایسی لکڑیاں جنہیں باندھ کر اس پر بیٹھ کر وہ خشکی تک پہنچ سکیں۔ جنسی بھوک میں آدمی زندہ رہ سکتا ہے، جسمانی بھوک میں نہیں۔ مگر جن کے اعصاب پر عورت سوار ہو وہ تو صنف مخالف کو بیکار دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ایرانی بھی ایک عیاش قوم تھی وہ ہر واقعہ یا حدیث میں عورت تلاش کر ہی لیتے تھے۔ ملاحظہ ہو ذیل کی حدیث۔

انس بن مالک نے فرمایا کہ پانچ ہجری میں حضورؐ گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کی پنڈلی یا کاندھے کو کھرونچا لگا (چھل گیا) اور آپؐ نے ایک مہینے تک اپنی بیویوں پاس نہ جانے کی قسم کھائی۔ اور ایک بالا خانے میں بیٹھے رہے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب 258 حدیث 369 صفحہ 247)

پنڈلی یا کاندھے میں بھی بڑا فاصلہ ہے۔ مگر بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم ان لوگوں کے سامنے کھائی ہوگی؟ ایک عام آدمی بھی اگر ایسا عہد کرے یا اس قسم کی قسم کھائے تو تنہائی میں یا دل ہی دل میں ہوگی اُنؐ کے سر پر تو نبوت کا تاج رکھا تھا۔ کیا وہؐ ایسی باتیں کر سکتے تھے؟ حضورؐ کی ذاتی زندگی کی وہ باتیں جو پردہ راز میں

رہنی چاہیے وہ شیخ بخارا اور سمرقند تک پہنچی۔ یہ باتیں وہ لوگ دہرا رہے ہیں جو اپنے مذہبی قائدین بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابوداؤد، یا مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا مودودی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی کی ذات میں ان کے گھریلو ماحول میں کسی بھی گھناونی بات کا تصور تک نہیں کر سکتے مگر عصمت اور تقدس کی ذات اور آپ کی پاکیزہ ازواج کی بابت آج بھی ان کی زبان غلاظت اور گندگی اگل رہی ہے۔

کوئی تو بتا دے محمد اسماعیل بخاری نے کب شادی کی وہ بیوی سے کیسے صحبت کرتے تھے، اور وہ صحبت کے بعد کبھی پانی نہیں پیتے تھے۔ اور وہ کبھی بھی روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار نہیں کرتے تھے کہ یہ سب حرکات گناہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ کتنی اچھی باتیں ہیں اس میں امت کی بھلائی ہے۔ یہ منظر عام پر آنی چاہیے تھی۔ مگر نہیں بخاری بڑی ہستی ہے، یہ اوپر جو تمام پیش کیے گئے ہیں یہ بھی دین کے ستون ہیں انہیں گرانے کے لیے مومنین کی ماں عائشہ صدیقہؓ موجود ہے، گھر اپنا بدنام کرنا ہے تو دور کیوں جاؤ حضورؐ کا گھرانا حاضر ہے۔ ان کو تو شرم نہیں آئی کہ ان کی زندگی کا مقصد ہی یہی تھا۔ لیکن اے میری قوم تم تو آنکھیں کھولو۔ تم سے پوچھا جائے گا۔ کیا تم میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو چکی تھی؟ تمہارے نبی کی چادر اور چار دیواری کو ڈھا دیا گیا ان کی عزت اور ناموس کو فٹ پاتھ پر لا کر تار تار کر دیا گیا اور تم ان کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔

اسود عن عائشہ قالت کنت اغتسل انا و النبیؐ من انلہ واحد کلا نا جنب و کان یامرنی فاتزرو فیباشرنی ۔ اسودؓ نے عائشہؓ سے سنا کہ میں اور حضورؐ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور ہم جنبی (ناپاک) ہوتے تھے۔ میں حیض سے ہوتی تھی۔ آپ مجھے حکم دیتے تھے کہ لنگی لپیٹ پھر آپ مجھ سے مباشرت کرتے تھے۔ ظالموں وہ تو قوم کی ماں تھی۔

(بخاری کتاب الحیض باب 207 حدیث 293 صفحہ 213)

Bulandi0002_(23).jpg

یہی بات اگر مولانا کی بیوی کے بارے میں کہی جائے کہ مولانا مجھے لنگوٹ پہننے کو کہتے تھے اور پھر مجھ سے روزے کی حالت میں مباشرت یا صحبت کرتے تھے۔ کیا مولانا اس کو برداشت کرے گا؟ وہ خودکشی کرے گا، بیوی کو طلاق دیدے گا۔ کیونکہ وہ زندہ ہے وہ اس جھوٹ کو برداشت نہیں کر پائے گا۔ بدطینت لوگ حضورؐ پر اور ازواج مطہرات پر، صحابہ کرام رحمت اللہ علیہم اجمعین پر عیاشی، فحاشی، فحش گفتگو کی جو تہمت لگا رہے ہیں اس لئے کہ وہ صلے اللہ علیہ وسلم اب دنیا میں موجود نہیں اور ان کے حیادار غیرت مند جانثار بھی نہیں ہیں۔ جو ہیں وہ لاشیں ہیں، ان میں سوچ سمجھ کا مادہ ختم ہو گیا ہے یہاں تک جو اس قسم کی روایات کو نہ مانے اس کو واجب گردن زدنی قرار دے کر دار ورسن کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

جنہوں نے یہ خرافات لکھی ہیں اور جو اس کی سچائی پر یقین رکھتے ہیں کیا وہ اپنی وہ ماں جس سے وہ پیدا ہوئے ہیں اس کے بارے میں بھی اتنا کھل کر لکھ سکتے ہیں؟۔ یا پھر جھوٹ اور دروغ گوئی کے لئے انہیں صدیق اکبرؓ کی بیٹی ملی ہے۔ یا اللہ آپ ان پر پتھر کیوں نہیں برساتے اے زمین تو پھٹ کر انہیں اپنے اندر کیوں نہیں لے لیتی۔

ذرا سوچو اللہ کا واسطہ ذرا سوچو۔

آپ کا الزام ہے کہ: ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے ہیں۔ رب کی شہادت تو رہنے دیں۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ یہ ثابت کر دے کہ انہوں نے جھوٹ نہیں بولے۔ تو آپ اس کے ساتھ دست وگریباں کیوں ہوتے ہیں؟ آپ کو تو ایک جھوٹے نبی کے مقابلے پر سچے نبی پر خوش ہونا چاہیے تھا مگر آپ ہیں کہ سچے کے مقابلے پر جھوٹے نبی کو پسند کرتے ہیں۔

آپ کا الزام ہے کہ نبی پر جادو ہوا ہے رب کی شہادت تو رہنے دیں اگر کوئی ثابت کر دے کہ نبی پر جادو ہو نہیں سکتا تو تیغ پا ہو کر اس پر منکر حدیث وغیرہ کا فتویٰ لگاتے ہیں اور اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے، جادو زدہ نبی آپ کو کیوں پسند ہے؟

آپ کا الزام ہے کہ حضورؐ نے ایک معصوم بچی (عائشہؓ) سے شادی کی تھی۔ اگر کوئی ثابت کر دے کہ عائشہ صدیقہؓ کی عمر 21 برس تھی تو آپ کو گھی کے چراغ جلانے چاہئیں کہ کسی اللہ کے بندے نے خلاف قرآن، خلاف قانون، خلاف مزاج بشری الزام کو رد کیا اور آپ کے نبی کے دامن کو دھو کر صاف کیا۔ مگر آپ لڑنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں کہ نہیں نو برس کی عمر ہی درست ہے، اگر 21 مان لی جائے تو بخاری جھوٹا پڑتا ہے۔ اگر اللہ کی طرف غلط بات منسوب کی جائے، تو آپ کو تسلیم اگر حضورؐ کی طرف غلط بات منسوب کی جائے تب بھی آپ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، لیکن اگر کسی بات کی زد بخاری پر آتی ہے تو یہ آپ سے برداشت نہیں ہوتا، ایسا کیوں ہے؟

بخاری کہتا ہے کہ سرکار دو عالم کے دربار میں لچر اور فحش گفتگو ہوتی تھی جس میں صحبت، حیض پاکی اور ناپاکی اور مباشرت کا ذکر برملا ہوتا تھا، ہم کہتے ہیں یہ بہتان ہے ان کی صحبت میں علم و دانش کی گفتگو ہوتی تھی۔ آپ کو ایک لچر اور فحش گفتگو والا نبی پسند ہے، علم و دانش کے موتی بکھیرنے والا نبی نہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ سوچئے غور کیجئے۔

☆☆☆

عورتوں پر لعنت

حضرت حسانؓ بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(ابن ماجہ جلد اول کتاب الجنائز باب 49 حدیث 1574 صفحہ 532)

حالانکہ بخاری میں ہے کہ جہنم میں عورتیں بہت ہوں گی عورتوں نے پوچھا یا رسول اللہ اس کی وجہ آپؐ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو۔ (بخاری جلد اول کتاب الحیض باب 208 حدیث نمبر 296 صفحہ 214) اور اب حضور خود عورتوں پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ یہ مانے

والی بات ہے؟ مجوسیوں کا جو جی میں آیا لکھ دیا۔ یہ بھی نہ سوچا کہ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے خلاف جھوٹ بولنا لکھنا اپنے لئے جہنم میں جگہ بنانا ہے۔ آخرت خراب کرنا ہے

---------------☆☆☆---------------

دوزخ میں عورتیں

ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے راہ چلتی عورتوں کو کہا۔ عورتو! خیرات کرو کیونکہ مجھ کو دکھایا گیا دوزخ میں عورتیں (مردوں سے) زیادہ تھیں۔ عورتوں نے کہا یا رسولؐ اللہ اس کی وجہ؟ آپؐ نے فرمایا تم لعنت بہت کیا کرتی ہو (ہر ایک کو کوستی کاٹتی ہو) اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے ناقص دین اور عقل والیوں میں عقلمند شخص کی عقل کو کھونے والیاں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپؐ نے فرمایا دیکھو عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا بیشک ہے۔ آپؐ نے فرمایا بس یہی ان کے عقل کا نقصان (کمی) ہے۔ دیکھو عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی، انہوں نے کہا ہاں یہ تو ہے۔ آپؐ نے فرمایا پس یہی اس کے دین کا نقصان (کمی) ہے۔

(بخاری جلد اول کتب الحیض باب 208 حدیث نمبر 296 صفحہ 214)

اول تو یہ دیکھئے کہ ایک ہی تیر سے راویوں نے کتنے شکار کئے۔ خاوند کی ناشکری نافرمانی سے روکا کیونکہ پہلے ایسی حدیث گزر چکی کہ۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرمایا آقائے نامدارؐ نے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو بلائے بستر پر جماع کے لئے اور وہ نہ آئے (انکار کردے) تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

(بخاری جلد سوم کتاب النکاح باب اذا باتت المراۃ ۱۱۸ حدیث ۲۰۰)

حدیث 296 میں اس کو پختہ کر دیا گیا ہے کہ شوہر جب بلائے ناشکری انکار نہیں کرنا ہے ورنہ ٹھکانا جہنم ہے، تاکہ مسلمان اسی عمل میں لگے رہیں اور ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کے قابل نہ رہیں۔ دوسری بات کہ عورت کو ناقص الایمان قرار دیا گیا جبکہ قرآن میں ایسی کوئی بات نہیں کہ مرد کے مقابلے میں عورت آدھے ایمان کی مالک ہے۔ اگر عورت ناقص الایمان ٹھہری تو مرد تو گیا کام سے کیونکہ اس پر تین عورتوں کا سایہ ہے۔ ماں کا جس نے اس کو جنا ہے، دادی اور نانی کا، ماں آدھی عقل اور ایمان والی دادی اور نانی آدھی عقل اور ایمان والی پھر یہ کامل عقل والا کیسے بن سکتا ہے۔ یہ تو کنگال ہو گیا۔ جو سے جو اور گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے۔

بڑا غضب یہ کیا کہ عورت کی گواہی آدھی قرار دی جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ قانون شہادت کا معاملہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں نے شہادت دینی ہوگی ورنہ ایک عورت کی گواہی قبول نہیں ہوگی۔ اگر دوسری خاتون نہ ہو تو گواہی بالکل ہی مسترد۔ یہ تشریح خود ساختہ اور خلاف آدابِ انسانیت ہے کہ اس سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فاطمہ الزہراء کی گواہی تو نصف ہے کیونکہ وہ عورت ہے اور ابو جہل کی گواہی مکمل ہے کہ وہ مرد ہے۔ قرآن یہ کہیں نہیں کہتا۔

بات یوں ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی عورت عدالت میں گواہی دیتے وقت گھبرا جاتی ہے۔ ٹھیک طرح سے گواہی نہیں دے سکتی، اندازہ کیجئے رسولؐ اللہ کے زمانے کی عورت کا کیا حال ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ پروردگار نے فرمایا کہ ایک عورت کے ساتھ دوسری چلی جایا کرے تاکہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری یاد دلائے ملاحظہ ہو آیت قرآن۔ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا فَإِن كَانَ الَّذِي

Bulandi0002_(25).jpg

عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهاً أَوْ ضَعِيْفاً أَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيْدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى (2/282)

یعنی دوسری عورت یہ نہ کرے کہ خود ہی گواہی دینی شروع کر دے۔ بلکہ گواہ عورت کو یاد دلائے۔ اور اگر شہادت والی عورت عدالت میں نہ گھبرائے تو پھر اس کو بھی ضرورت نہیں جیسے کہ آج عورت جج ہے، وکیل ہے، ڈاکٹر اور انجینئر ہے اسے کیا ضرورت کسی کیلی کو لے جانے کی۔ پھر یہ گواہی بھی کونسی ہے؟

سورۃ البقرۃ کی آیت (282) بابت گواہی لین دین قرض کی دستاویز کے تحریر کے متعلق ہے۔ کسی واردات یا حادثہ کے متعلق قطعاً نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک عورت قتل کی چشم دید گواہ ہے مگر عورت ہونے کی جہت سے اکیلی کی گواہی کو توجہ کے قابل نہ سمجھا جائے گا؟ ایسا نہیں ہے۔

رہی یہ بات کہ عورت کے ساتھ حیض جڑا ہوا ہے یہ روزہ نماز پورا نہیں کر سکتی، یہ تو رب کی دین ہے اس جل جلالہ کا کوئی کام بلا مقصد نہیں ہوتا ہمارا مولوی تو یہ دلیل بھی لاتا ہے کہ عورت کی داڑھی نہ ہونے کیوجہ سے وہ اس سنت سے محروم ہے لہٰذا ناقص الایمان ہے۔ عورت کی داڑھی نہیں ہے یا اسے ہر ماہ حیض آتا ہے یاد رکھئے یہ تنقید اس پر نہیں یا اس کے بنانے والے خالق پر ہے اور جو خالق کی ذات پر تنقید کرے اس کا ٹھکانہ کونسا ہے؟ یہ ذہن نشین رہے۔

-----------☆☆☆-----------

خودکشی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

خودکشی ایک ممنوعہ فعل ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زندگی کو ٹھکرانا کفران نعمت ہے۔ انسان مایوس ہو کر خودکشی کرتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا۔ وَ لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (12-87) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

جسے رب نے پیدا کیا ہے اسے موت دینا بھی رب کا کام ہے، خودکشی ارادوں کے کچے جلد گھبرا جانے والے مایوس ہونے والے زندگی کے مشکلات کا سامنا نہ کر سکنے والے لوگ کرتے ہیں یہ شیوہ پیغمبری نہیں ہے۔ اب آیئے دیکھئے کہ امام بخاری نے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا۔ النبی صلی اللہ علیه و سلم فیما بلغنا حزنا غدا منه مرارا کی یتردی من رووس شواهق الجبال فکلما اوفی بذروة جبل لکی یلقی منه نفسه تبدی له جبریل فقال......

(بخاری جلد سوم کتاب التعبیر 1052 اول صفحہ 833)

ترجمہ: وحی کا آنا بند ہو چکا تھا نبی اس وجہ سے غم زدہ تھے، انہیں سخت رنج تھا کئی بار تو آپ نے رنج کے مارے یہ چاہا کہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر نیچے کود کر جان دے دیں مگر ہر بار جبرئیل آئے کہا کہ ہائیں (کوئی ایسا کرتا ہے) تم تو اللہ کے سچے پیغمبر ہو یہ حال دیکھ کر آپ کو ایک گونا قرار آ جاتا تھا۔

یہ من گھڑت مال اسی بدنام زمانہ امام زہری کی فیکٹری کا ہے، جسے کئی بار ان غلط روایات پر وارننگ بھی مل چکی تھی مگر وہ کہاں باز آنے والوں میں سے تھے۔ یہ

Bulandi0002_(26).jpg

نہیں کہ یہ لوگ قرآن سے واقف نہیں تھے یا اچھی طرح واقف تھے بس اپنا مشن پورا کرنے میں لگے تھے، کم از کم حیثیت نبوی کا تو خیال کیا ہوتا۔ ان دونوں نے مل کر کئی بار نبی کو خودکشی پر آمادہ کروانے کی بات کی ہے۔ خودکشی تو وہ لوگ کرتے ہیں جن کی قوت ارادی میں کمزوری ہو اور زندگی کی کشمکش اور کٹھن مراحل سے شکست کھا جائیں۔ کیا حضورؐ ایک شکست خوردہ انسان تھے؟۔ بخاری نے اپنی کتاب کا نام تو صحیح رکھا مگر زہری کی روایت پر اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کو کئی بار پہاڑ کی چوٹی پر چڑھایا نہ قرآنی آیت کو اہمیت دی نہ صاحب قرآن پر رحم آیا، یہ روایت تو نبیؐ اور شان نبوت کی توہین ہے کیا اسے بھی حدیث سمجھا جائے اور وحی غیر متلو سمجھا جائے؟ میں نہیں سمجھتا کہ بخاری اتنا بے بصیرت ہوگا کہ زہری کے اس زہر آلود نشتر کو نہ بھانپ سکا ہو، نہیں اس نے اس کی دھار کو پرکھا ہوگا، اور کارآمد پا کر اپنی کتاب میں نگینہ سمجھ کر ٹانکا ہوگا۔

———☆☆☆———

حضورؐ کا بھوت اور بھتنیوں ڈرنا

حضرت انس کہتے تھے کہ آنحضرتؐ جب پاخانے جاتے تھے تو کہتے تھے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوتوں اور بھتنیوں سے۔ اللھم انی اعوذ بک من خبث و الخبائث۔ (بخاری جلد اول کتاب الوضو باب 104 حدیث 142 صفحہ 160)

مجوسیوں نے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھوتوں کا قائل کر دیا تو قوم بھوتوں سے کیسے جان چھڑا سکتی ہے۔ یہ ہے ایرانیوں کا کمال کہ یہ ہماری بنیاد میں کجی پیدا کرتے ہیں، اس طرح ثریا تک دیوار ٹیڑھی ہی چڑھتی ہے۔ یہ جو ہمارے بچے بوڑھے بھوت پریت سے ڈرتے کانپتے ہیں یہ بھی بخاری کی کرم نوازی ہے۔

———☆☆☆———

نعوذ باللہ کیا حضورؐ لٹیرے تھے؟

کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں کبھی حضورؐ سے پیچھے نہیں رہا سوائے تبوک کی لڑائی میں اور بدر کی لڑائی میں جو پیچھے رہ گیا، تو اس میں نہ جانے سے اللہ نے کسی پر عتاب نہیں کیا کیونکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم بدر میں لڑنے کی نیت سے نہیں گئے تھے بلکہ قریش کا قافلہ لوٹنے کی نیت سے، مگر اللہ نے ناگہانی مسلمانوں کو انکے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

(بخاری جلد دوم کتاب مغازی باب 471 حدیث 1228 صفحہ 554)

کہیں حضورؐ کو راسپوٹین بنا رہے ہیں اور کہیں ڈاکو لٹیرے کا جامہ پہنا رہے ہیں کلیجہ پھر بھی ٹھنڈا نہیں ہو رہا ہے۔ انہی کے بارے میں رب نے فرمایا ہے۔

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (3-118) بغض و نفرت کے بعض جذبات کبھی کبھی ابھر کر ان کی زبان تک آ جاتے ہیں۔ لیکن وہ حسد اور انتقام کی اس آگ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ان کے سینوں میں دبی ہوئی ہے۔ یہ انتقام کی آگ ہے جو ان کی زبان اور قلم سے ظاہر ہو رہی ہے افسوس صد افسوس کہ اس آگ کی تپش ہمارے علمائے کرام کو محسوس نہیں ہوتی وہ آج بھی اپنے دارالعلوموں میں بخاری کا ختم کراتے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔ آمین

———☆☆☆———

مگر رات کو نہیں لوٹتے تھے

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت خیبر میں رات کو پہنچے اور آپ کا یہ قاعدہ تھا جب کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہوتی ان کو نہ لوٹتے۔

(بخاری جلد دوم کتاب مغازی باب 508 حدیث 1348 صفحہ 660)

---☆☆☆---

اونٹ کا پیشاب پینا

حضرت انس نے کہا کچھ لوگ عکل یا عرینہ قبیلوں کے مدینہ آئے وہاں کی ہوا انہیں موافق نہ آئی آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ دودھیل اونٹنیوں سے جا ملیں۔ اور ان کا پیشاب اور دودھ پیتے رہیں۔ وہ گئے جب اچھے بھلے چنگے ہوئے تو آپ کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹنیاں بھگا لے گئے۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی آپ نے ان کے پیچھے سواروں کو بھیجا وہ سب پکڑ کر لائے گئے آپ نے حکم دیا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور انکی آنکھیں پھوڑی گئیں۔ اور مدینہ کی پتھریلی زمین میں ڈال دیے گئے، وہ پانی مانگتے تھے لیکن کوئی پانی نہیں دیتا تھا۔ ابو قلابہ نے کہا ایسی سخت سزا آپ نے اس لئے دی کہ انہوں نے چوری کی خون کیا.....

(بخاری جلد اول کتاب الوضو باب 164 حدیث نمبر 231 صفحہ 190)

یہ سب اس ذات اقدسؐ اور رحمتؐ للعٰلمین پر بہتان ہے۔ نہ ہی وہ پیشاب پینے کا حکم دے سکتے تھے اور نہ ہی وہ بلا تحقیق اتنی سخت سزا دے سکتے تھے۔ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ حضورؐ کسی جرم کی وہی سزا دیتے جو قرآن

کریم نے مقرر کی ہے۔

---☆☆☆---

کسی کی بیوی بہن بیٹی کا بوسہ لینا

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک انصاری عورت کا بوسہ لے لیا (جماع نہیں کیا) وہ حضورؐ کے پاس آیا نادم ہوا اپنا قصور بیان کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ ہود کی یہ آیت اتاری۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (114-11) اور دیکھو صلوٰۃ قائم کرتا دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر در اصل نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ وہ شخص کہنے لگا یا رسولؐ اللہ کیا یہ حکم خاص میرے لئے ہے؟ آپؐ نے فرمایا ساری امت کے لئے ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ اس کی بڑی مہربانی کہ اس نے بوسہ لیا جماع نہیں کیا ویسے اگر کر بھی لیتا تو ہم اس کا کیا بگاڑ لیتے (کتنی بڑی رعایت ہے اس امت کے لئے کوئی بھی پرائی دوشیزہ راہ چلتے نظر آئے بوسہ لو پھر نماز پڑھ لو حساب برابر!)

ایرانی پیغمبر کا نام لیں یا جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے حوالے سے بے حیائی کی بات کریں رب ان کا بھانڈا پھوڑ دیتا ہے۔ رب کا فرمان ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ....o وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔ (24-30) مومنین سے کہو (راہ چلتے ہوئے) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرے۔ اور مومنات سے کہو کہ اپنی نگاہوں کو بے باک نہ ہونے دے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرے۔ اور

Bulandi0002_(28).jpg

پاؤں زمین پر ایسے نہ ماریں کہ جو زینت پوشیدہ ہو وہ ظاہر ہو جائے۔

اور یہاں ایک مومن راہ چلتی مومنہ کا بوسہ لیتا ہے اور وہ ایرانی نماز سے بخشوا لیتا ہے۔ ایرانی اس لئے کہ قرآنی صلوٰۃ پر عمل کرنے والے تو فواحشات کے قریب ہی نہیں جا سکتے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (29-45) جیسے گھوڑے کو لگام قابو کرتی ہے ایسے ہی قرآنی صلوٰۃ برائی اور بے حیائی سے انسان کو روکتی ہے۔ یہ بوسہ کو نماز سے بخشوانے کا نسخہ میڈ ان ایران معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ راہ چلتے عورتوں کو تنگ کرنے والوں کے لئے رب کا علاج کچھ اور ہے۔ فرمایا۔

وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا (33-58) جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بلا سبب اذیت دیتے ہیں انہوں نے ایک بڑے بہتان اور گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (33-59) اے نبی کہہ دو اپنی بیویوں سے بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہ اپنے اوپر چادر لٹکا دیا کریں تا کہ پہچانی جائیں اور کوئی انہیں نہ ستائے اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا (33-60) اگر منافقین جن کے دلوں میں خرابی ہے جو مدینے میں بے چینی پیدا کرنے والی افواہیں پھیلاتے ہیں اگر وہ باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تمہیں کھڑا کر دیں گے پھر مشکل ہے وہ تمہارے ساتھ رہ سکیں گے۔ مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (33-61) پھر ان ملعونین پر ہر طرف سے لعنت ہوگی اور وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے مارے جائیں گے۔

ملاحظہ فرمایا رب ان لعنتیوں کے لئے کیا سزا سناتا ہے؟ اور ایرانی انہیں کیا

بشارت دے رہیں ہیں کہ لے بوسہ ندامت اختیار کر نماز پڑھ پھر موج اڑا۔ ایسا شہر لندن میں بھی ہوا تھا۔ ایک آدمی نے راہ چلتی ہوئی عورت کا بوسہ لیا عورت نے دور کھڑے پولیس والے کو بلا لیا۔ کیس بن گیا۔ جج نے کہا تمہیں ایک پونڈ جرمانہ کیا جاتا ہے کہ تم نے بلا اجازت اس عورت کا بوسہ لیا ہے۔ اس نے جج کے سامنے پانچ پونڈ کا نوٹ رکھا کہا چار بوسوں کے لئے پیشگی رقم بھی رکھ لیجئے۔ خیر انگلینڈ والے نے کچھ رقم تو خرچ کی مدینے والے نے تو کوئی خرچہ نہیں کیا دو رکعت نماز پڑھی اور.........

لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

☆☆☆

فرشتے کتے سے ڈرتے ہیں

ابن عمرؓ نے فرمایا جبریل نے حضورؐ سے وعدہ فرمایا کہ فلاں وقت آؤں گا لیکن دیر لگائی وقت مقررہ پر نہیں آئے۔ نبی اکرمؐ کو یہ وعدہ خلافی گراں گزری آپ باہر نکلے تو جبرئیل ملے حضورؐ نے ان سے شکایت کی وقت پر نہ آنے کی۔ انہوں نے کہا ہم فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں مورت ہو یا کتا۔

دراصل حضورؐ کے گھر میں ایک گدے پر تصویریں تھیں۔ مترجم نے لکھا ہے کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے جہاں کتے یا مورتی، کی تصویریں ہوں۔ مترجم بڑا ہشیار تھا جو رحمت کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ اس طرح لوگ بیمار کے گھر کتا باندھ دیں گے کہ فرشتہ نہیں آئے گا موت نہیں واقع ہوگی لوگ حدیث کو جھوٹا سمجھیں گے تو ہم کہہ دینگے کہ کتے کی وجہ سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے روح قبض کرنے والا رحمت کا فرشتہ نہیں ہے۔ یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھروں میں رحمت کا نزول ہو تو کتے کو نکالنا پڑے گا۔ اس طرح

لوگ کتوں کو گھر سے نکال باہر کریں گے اور ہمارے بھائی بندوں کو فائدہ ہوگا۔

بھائی بند کون ہیں؟ دراصل ہر مولوی صاحب کی بنیاد مسجد سے ہے وہاں یہ پڑھ کر میدان عمل میں آتے ہیں چاہے مولوی کتنا بھی بڑا ہو وہ مولانا ابوکلام آزاد ہی کیوں نہ ہو بنیاد مسجد کا مدرسہ ہے۔ وہاں سے مغرب کے بعد طالبعلم گھر گھر جا کر روٹی سالن مانگ کر لاتے ہیں اور سب مل کر کھاتے ہیں۔ (ہمارے پنجاب کے دیہاتوں میں تو اب تک یہی حال ہے) البتہ شہروں کے دار العلوم جو حکومت کی امداد سے چلتے ہیں انہوں نے مانگنے کا سلسلہ ترک کر دیا ہے۔ یہ کتا ان کے آڑے آتا ہے یہ ان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ شاید اس لئے کہ کتا سمجھتا ہے کہ یہ وہ مال لے جاتے ہیں جو اُن کو ملنا تھا۔ لہذا انہوں نے ایسے مسائل ایجاد کر لئے کہ کتے کو گھر سے نکالو ورنہ فرشتے نہیں آئیں گے۔

رہ گئی تصویر وغیرہ تو سلیمان علیہ السلام نے ایسے لوگ رکھے تھے جو اس کے لئے تصویریں محراب اور عمارتیں بناتے تھے۔ ملاحظہ ہو آیت: يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (34-13) اس کے بعد کتا ہی رہ جاتا ہے۔ جس کا قرآن میں ذکر ہے کہ اسے وہ علم سکھاؤ جو رب نے تمہیں عطا کیا ہے یہ تمہارے لئے شکار کرے گا۔ ملاحظہ ہو آیت۔ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ (5-3) تو بہ توبہ کتے کو پیدا کر کے رب نے اپنے کو بے بس کیا؟ ویسے بھی غور کرنے کا مقام ہے۔ ایک عالی شان کوٹھی میں دس بارہ ملازم ہیں ڈرائیور، مالی، خانساماں، آیا، برتن دھونے والی، دربان، وغیرہ وغیرہ۔ مگر دربان کو دیکھ کر باورچی اندر نہیں آسکتا۔ پھر تو صاحب خانہ کو نہ صبح ناشتہ ملے گا نہ دوپہر رات کا کھانا اس کے گھر کا تو نظام ہی بگڑ جائے گا۔ کس کے ہاتھوں، اپنے ہاتھوں اسی نے ملازم رکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسے ملازم کو برداشت نہیں کرے گا نکال باہر کر دے گا۔

مثلاً رب کسی کام سے جبرئیل کو یا دیگر کسی فرشتے کو بھیجتے ہیں مگر فرشتہ وہاں کتے کو دیکھ کر بے بس کھڑا رہ جاتا ہے۔ جیسے حضورؐ کے گھر کے باہر کھڑا رہا۔ آخر کتے کو رب نے پیدا ہی کیوں کیا ہے کہ یہ اس جل جلالہ کے کاموں میں رکاوٹ بنتا ہے۔ یہ ماننے والی بات نہیں ہے۔ یہ ہضم نہیں ہو رہی ہے۔ کتے سے اللہ کے پاور فل فرشتوں کے ڈرنے کو دل تسلیم نہیں کرتا یہ تو اللہ اور اس کی طاقت کو کمزور سمجھنے کے مترادف ہے۔ رہی بات نجس کی تو بعض انسانوں سے زیادہ نجس دنیا میں کوئی نہیں۔

-----------☆☆☆-----------

صحابہ کرام کا حافظہ

ابن عباسؓ کہتے تھے۔ جمعرات کا دن (ہائے) جمعرات کا دن! اسی دن آپؐ کی بیماری سخت ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ، میں تم کو ایک کتاب (وصیت نامہ) لکھوا جاؤں، تم اس پر چلو تو کبھی خراب نہ ہو گے یہ سن کر صحابہؓ نے جھگڑنا شروع کیا حالانکہ پیغمبر کے سامنے، جھگڑنا درست نہیں کوئی کہنے لگا کیا آپؐ (بیماری کی شدت سے) بڑبڑا رہے ہیں، پھر پوچھو۔ اور لگے آپؐ سے پوچھنے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ بھی میں جس کام میں مشغول ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم کہہ رہے ہو اور آپؐ نے (زبانی) تین باتوں کی وصیت کی۔ فرمایا مشرکوں کو عرب کے جزیرے سے باہر کر دینا (کوئی مشرک عرب میں نہ رہنے پائے) اور ایلچی لوگوں کی اسی طرح خاطر کرنا جس طرح میں کیا کرتا تھا، اور تیسری بات ابن عباسؓ نے (یا سعید نے) بیان نہیں کی یا سعید بن جبیر (یا سلیمان نے) کہا میں تیسری بات بھول گیا ہوں۔

(بخاری کتاب المغازی باب 554 حدیث 1551 صفحہ 760)

حضورؐ مرض الموت میں ہیں اور صحابہ نے جھگڑنا شروع کر دیا جبکہ رب ان

Bulandi0002_(30).jpg

کے بارے میں فرماتا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ (48-29)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کفار کے لئے سخت ہیں اور آپس میں رحیم ہیں تم جب بھی دیکھو گے انہیں رکوع وسجود اور اللہ کے فضل اور خوشنودی کے طلب میں پاؤ گے۔ اس کے بعد ہم کیسے یہ تصور کر سکتے ہیں کہ وہ اس نازک موقع پر لڑتے جھگڑتے ہوں گے، دوسری اہم بات یہ ہے کہ حضورؐ نے اپنی زندگی میں تو مشرکین کو نہیں نکالا تھا! تیسری بات یہ ہے کہ ان مولانا حضرات سے جب بھی کہا کہ حضورؐ کے وفات کے 250 سال بعد جو حدیثیں جمع کی گئیں ہیں ان میں کتنی صحیح اور کتنی غلط ہوں گی کون بھلا اتنے لمبے عرصے تک یاد رکھ سکتا ہے، تو یہ جواب دیتے ہیں اس وقت عربوں کا حافظہ بلا کا تھا، یہ ہے وہ بلا کا حافظہ کہ نہ آدمی کا پتہ چلا کہ کون بھول گیا، (اور تیسری بات ابن عباسؓ نے (یا سعید نے) بیان نہیں کی، یا سعید بن جبیر (یا سلیمان نے) کہا میں تیسری بات بھول گیا ہوں) وصیت جیسی اہم چیز کیسے بھول گیا۔

-----------☆☆☆-----------

صحابہ کا حضورؐ کا بلغم اپنے اوپر ملنا

راوی نے کہا خدا کی قسم، آپؐ نے جب کھنکارا اور بلغم نکالا، تو آپؐ کے اصحابؓ میں کسی نے بھی اپنے ہاتھ پر لیا اور اپنے منہ اور بدن پر مل لیا (بطور تبرک کے) اور جب آپؐ نے کوئی حکم دیا تو لپک کر آپ کا حکم بجا لانے کو چلے، اور جب آپؐ نے وضو کیا تو آپؐ کے وضو کا پانی لینے کے لئے قریب تھا کہ لڑ مریں۔ حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر میں آپؐ کے پاس آیا، میں نے کہا کیا آپؐ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے کہا کیا ہم حق پر ہیں اور

ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں، آپؐ نے فرمایا بیشک ہیں، میں نے کہا تو پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا، وہ میری مدد کریگا، میں نے کہا آپ فرماتے تھے کہ ہم کعبے کے پاس پہنچیں گے اور طواف کرینگے۔ آپؐ نے فرمایا بیشک مگر میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال یہ ہوگا؟..... پھر میں ابوبکرؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا کیا یہ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں؟..... حضرت عمرؓ نے یہ جو بے ادبی کی میں نے گفتگو کی اس گناہ کو اتارنے کے لئے میں نے کئی نیک عمل کئے۔ خیر جب صلح نامہ لکھ کر پورا ہوا تو آنحضرتؐ نے اصحابؓ سے فرمایا اٹھو اونٹوں کو نحر کرو، سر منڈواؤ۔ کوئی یہ سن کر نہ اٹھا یہاں تک کہ تین بار آپؐ نے یہی فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپؐ بی بی ام سلمہؓ کے پاس گئے۔ (یعنی سارے صحابہؓ نے آپ کی حکم عدولی کی؟ کیا۔

(بخاری کتاب الشروط باب 4 حدیث 4 صفحہ 32)

یہی لوگ آپ کا تھوک اور بلغم اپنے منہ پر مل رہے تھے۔ اور ابھی گستاخی پر بھی اتر آئے؟ حکم عدولی کی جگہ اللہ کا فرمان ہے۔ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (33-36) اور کسی مومن مرد اور عورت کو حق نہیں ہے کہ رسول انہیں کوئی امر دے اور وہ اس میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریحاً گمراہ ہو گیا۔

(بخاری نے لکھا ہے قریب تھا کہ لڑ مریں) میں پھر اللہ کی یہ شہادت پیش کروں گا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ محمد رسول اللہ کے ساتھی کافروں کے لئے سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔ ان کے تو آپس میں دل ایسے جڑے ہوئے ہیں جیسے رسی کے دو لڑیں ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی ہوں۔ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ۔

جنت کا حصول

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کرلے، وہ بہشت میں جائے گا۔

(بخاری کتاب الشروط باب 7 حدیث 9 صفحہ 39)

مگر رب سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَأْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا (2-214) کیا تم لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تم ان مراحل سے نہیں گزرے۔ جن سے وہ ایمان والے تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے تھے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (9-24)

(اے نبی کہہ دو) کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال، جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے۔ اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔ تو فاسق تو ہم ہیں ہی 27 گریڈ کے۔ دیکھ لو۔ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (5-27) ہم ہی ہیں جو منزل من اللہ کو قابل توجہ نہیں سمجھتے۔

گھوڑا، عورت اور گھر منحوس ہیں

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تین ہی چیزوں میں نحوست ہوتی ہے، گھوڑے اور عورت اور گھر میں۔

(بخاری جلد دوم کتاب الجہاد باب 92 حدیث 121 صفحہ 90)

اگر حدیث بالا مان بھی لی جائے۔ تو اس حدیث کا کیا جائے۔ عروہ بارقیؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک بھلائی برکت باندھ دی گئی۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رہے گی۔

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب الجہاد باب 14 حدیث 2786-2787 صفحہ 359)

منحوس کے پیشانی میں خیر و برکت؟ ہے نہ حیران کن بات۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ اس جانور کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (8-60) اور جتنا تک ہو سکے طاقتور جو تمہارے کھونٹوں پر ایسے گھوڑے بندھے ہونے چاہیے کہ جنہیں دیکھ کر تمہارے دشمن اور اللہ کے دشمن اور وہ دشمن جنہیں تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے خوف زدہ رہیں۔ بھلا وہ علیم و خبیر ایک منحوس چیز کو رکھنے کے لئے اپنے نبی کو حکم کیوں دیتا ہے؟۔ ہمدرد تو خطرے کے مقابلے کے لئے یہی کہے گا کہ یہ پستول رکھ لو اگر دشمن جو آپ کو فنا کرنے کے درپے ہے وہ کہے گا کوئی ضرورت نہیں یہ وزنی چیز رکھنے کی کوئی خطرہ نہیں آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

پچھلے وقتوں میں گھوڑا ہی ایک ہتھیار تھا جو آپ کو اس ہتھیار سے نبٹا کرتا

Bulandi0002_(32).jpg

ہے کہتا ہے یہ منحوس ہے ظاہر وہ دشمن ہے۔ وہ دشمن کون ہے؟ وہ وہی ہے جس نے ہمیں یہ مخالف قرآن پیغام پہنچایا ہے، نام نبی کا لگایا ہے کہ ہم اسے سچ سمجھیں۔ مگر اب قوم میں بیداری آ گئی ہے وہ حق و باطل میں فرق کو پہچان گئی ہے۔ وہ مجوسیوں اور آتش پرستوں سے شوگر کوٹیڈ زہر نہیں لے گی۔ گھر کو بھی منحوس کر دیا تو آدمی کہاں رہے۔ عورت جس کے پیروں تلے جنت دے کر منحوس بھی کر دیا اور مسلمانوں کو اجازت دی کہ تم یہ منحوس چار چار رکھ سکتے ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے حقے میں پانی اور سر پر آگ یاد رکھئے قرآن کی تعلیمات یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کے بدولت سعد اور نحس ہو جاتا ہے۔ ۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے۔

———☆☆☆———

کتب حدیث سے مجھے نفرت ہو گئی کیونکہ تلاش بسیار کے بعد مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس سے میرے علم میں اضافہ ہو ہر حدیث میں صحبت کا ذکر ہوتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے یہ کسی جنس زدہ شخص نے لکھی ہو ان دشمنوں نے یہ کتاب اس طرح ترتیب دی ہے جیسے یہ کسی تھرڈ کلاس کے قہوہ خانے میں چند لچوں لفنگوں کی گپ بازی ہو مگر اس کے ساتھ روئے زمین کے تابندہ و درخشندہ ستاروں کے نام کیوں دیئے۔ ان لکھنے والوں کی ایک مجبوری یہ بھی تھی کہ عربی پر انہیں اتنا عبور نہ تھا دوسری بات یہ ہے کہ یہ خود بھی مہذب محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے والے لوگ نہ تھے، چنڈو خانے والے لوگ تھے جیسے تربیت پائی تھی وہی کہتے تھے۔ میں نے نہایت غلاظت سے بھرپور ننگ انسانیت روایات نوٹ نہیں کی۔ نسبتاً کچھ کم تر غلاظت لئے ہوئے چند روایات پیش خدمت ہیں۔ وہ بھی اس غرض سے کہ جنہوں نے یہ ایرانی کتب نہ پڑھی ہو انہیں پتہ چل جائے کہ بعد از قرآن جو اصح کتب ہیں ان میں کیا ہوتا ہے۔

———☆☆☆———

اغلام بازی کی سزا

حضرت ابن عباس نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے دیکھو تو فاعل مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (ابن ماجہ جلد دوم کتاب الحدود باب 12 حدیث 2561 صفحہ 274)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن نے بھی مفعولین کے لئے یہی سزا مقرر کی ہے؟ نہیں قرآن کا ارشاد ہے۔ وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (4-16) تم میں سے جو دو مرد آپس میں اس فعل کا ارتکاب کریں ان دونوں کو اذیت دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو انہیں چھوڑ دو اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

لیکن ابن ماجہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کا فرمان ہے۔ کہ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو اب ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ آیت قرآنی غلط ہے البتہ یہ مان سکتے ہیں کہ یہ روایت یا حدیث غلط ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انہیںؐ رب کا حکم تھا کہ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (6-106) اے نبی اس وحی کی پیروی کئے جاؤ جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ کیوں کہ اس رب کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ... (7-203) کہہ دے کہ میں تو اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کے یہاں سے وحی مجھ پر آتی ہے دونوں کو فَاٰذُوْهُمَا۔ تکلیف و اذیت پہنچاؤ یہ نہیں کہ دونوں کو قتل کر دو اور اگر توبہ کریں تو اور نرمی کا برتاؤ کرو۔ رسولؐ قرآن کے خلاف حکم دے ہی نہیں سکتے تھے۔ یہ ایرانی حکم ہے

———☆☆☆———

شق القمر

ابن مسعودؓ نے کہا حضورؐ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر رہا دوسرا نیچے آ گیا تھا حضورؐ نے لوگوں سے فرمایا دیکھو گواہ رہنا۔

(بخاری جلد دوم کتاب التفسیر باب 850 حدیث 1969 صفحہ 1018)

دراصل قرآن کریم میں یہ آیت ہے اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ (54:1) نزدیک آ گئی وہ گھڑی جب چاند پھٹ جائے گا۔ (یہ چاند آسمانی نہ تھا) یہاں سبحانہ تعالیٰ نے قریش کے جھنڈے کا ذکر فرمایا ہے۔ اُن کے جھنڈے پر چاند بنا ہوا تھا اور ایران کے جھنڈے پر ابھی کل تک سورج تھا۔ حکومتوں کا ذکر کل بھی اور آج بھی ان کے جھنڈے سے ہوتا ہے۔ مثلاً جرمن نے کہا کہ ہم بہت جلد فرانس پر سواستیکا لہرا دیں گے۔ یعنی فرانس فتح کر لیں گے۔ انگریزوں نے ۱۹۴۷ء میں یونین جیک لپیٹا اور ہندوستان سے چلے گئے۔ بھارت نے کہا تھا کہ ہم اپنا ترنگا شاہی قلعہ لاہور پر لہرائیں گے۔ یعنی لاہور فتح کر لیں گے۔ اور ہم کہتے تھے کہ ہم اپنا سبز ہلالی پرچم لال قلعہ پر لہرا کر دم لیں گے۔ یعنی دہلی فتح کر لیں گے۔ آخر چشم فلک نے دیکھ لیا کہ قریش کا قمری علم ریزہ ریزہ ہو کر گھوڑوں کے سموں تلے روندا گیا۔ مگر ہمارے بزرجمہروں کی سمجھ میں یہ آیت نہ آئی نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے آسمانی چاند کے ٹکڑے کر وا دیئے، حالانکہ قرآنی لفظ "شق" ہے جس کے معنی ہیں پھٹنا چونکہ مخالفین کا جھنڈا کپڑے کا تھا پھٹ گیا، اگر ہوتا آسمانی چاند تو اس کے لئے لفظ ہوتا (اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡكَسَرَ الۡقَمَرُ) نزدیک آ گئی وہ گھڑی کہ ٹوٹ گیا چاند۔ نہ کہ پھٹ گیا چاند۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ چاند والا جھنڈا پیروں تلے روندا گیا۔

---☆☆☆---

چور اور اس کی سزا

حضرت عمرو بن سمرہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا اے رسولؐ میں فلاں قبیلے کا اونٹ چوری کر بیٹھا، آپؐ مجھے پاک کر دیجئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارا اونٹ گم ہوا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عمروؓ کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت ثعلبہ فرماتے ہیں کہ ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں نے دیکھا وہ کہہ رہا تھا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے (اے ہاتھ) تجھ سے مجھے پاک کر دیا، تیرا تو ارادہ تھا کہ میرے پورے جسم کو دوزخ بھجوائے۔

(ابن ماجہ کتاب الحدود باب 24 حدیث 2588 صفحہ 281)

عمرو صحابہؓ میں سے ہیں اور چوری جیسے فعل بد کا عادی ہے اور ندامت کا یہ حال ہے کہ دربار نبوی میں حاضر ہو کر پاکی کی درخواست کر رہا ہے۔ قبیلے والے کہہ رہے ہیں کہ ہمارا اونٹ گم ہوا ہے پھر بھی حضورؐ نے ان کا ہاتھ کٹوا دیا۔ عمرو کی عیاری ملاحظہ ہو کہ وہ اس چوری کے جرم کو اپنے سر نہیں لیتے یعنی اپنے کو جرم کا ذمہ دار نہیں مانتے اپنے ہاتھ کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اسے کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

بھائی عمرو صاحب ہاتھ تو آپ کے دل و دماغ کے ارادے سے حرکت میں آیا دل و دماغ کو بھی سزا دیتے۔ اس طرح تو مولا جٹ اگر اپنے گنڈاسے کو دریا میں پھینک دے کہ تیری ایسی کی تیسی تو نے میرے سے کتنے قتل کروائے لے آج میں بھی تجھے سزا دیتا ہوں دریا میں غرق کرنے کی، غالباً حکومت اس کی یہ دلیل مان کر آزاد چھوڑ دے گی کیا کیا جائے جتنی ان ایرانیوں کی عقل تھی اسی قسم کی روایات گھڑ لی۔

---☆☆☆---

حضورؐ کا اندازِ گفتگو

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تم سجدے سے سر اٹھاؤ تو کتے کی گوٹ مار کر مت بیٹھو اور اپنے چوتڑ اپنے پاؤں کے درمیان رکھو اور اپنے پاؤں کے اوپر کا حصہ (پشت) زمین سے لگا دو۔

(ابن ماجہ جلد اول کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب 22 حدیث 896 صفحہ 310)

کیا کوئی مسلمان یہ تصور بھی کر سکتا ہے کہ جو زبان اوپر کی روایت میں استعمال کی گئی ہے وہ سرکارِ دو عالم افصح عرب و عجم کی ہو گی؟ جنہیں رب نے حکم دیا ہے کہ۔ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ق (2:83) جب کسی سے بات چیت کرو تو خوش اسلوبی سے کرو، خوبصورتی سے کرو۔ اس حدیث میں اگر جھانکا جائے تو قارئین کو عجمیوں کے دلوں میں حضورؐ کے خلاف نفرت کا ایک دریا موجزن ملے گا۔

-----------☆☆☆-----------

عربوں کی یادداشت

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن خالد نے ابو جہیم انصاری کے پاس کسی کو بھیجا کہ ان سے پوچھے کہ انہوں نے حضورؐ سے اس شخص کے بارے میں کیا سنا جو نمازی کے سامنے سے گزرے۔ انہوں نے فرمایا میں نے نبیؐ سے یہ سنا کہ تم میں سے کسی کو معلوم ہو جائے کہ اپنے بھائی کے سامنے گزرنے میں جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو کتنا

گناہ ہے تو وہ چالیس سال تک کھڑا رہے یہ اس کے لئے بہتر ہو گا۔ راوی نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس سال فرمایا چالیس ماہ یا چالیس دن۔

(ابن ماجہ جلد اول کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب 37 حدیث 945 صفحہ 324)

ملاحظہ فرمایا مجوسیوں نے مسلمانوں پر ایک تو اپنی نماز فرض کروا دی پھر اس کو اتنا اہم قرار دیا کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سے گزرنے والا برباد ہو جائے گا۔ اور پھر یادداشت کا یہ عالم ہے کہ کیا پتہ حضورؐ نے چالیس سال کہا تھا یا چالیس ماہ یا چالیس دن کہے تھے۔ اگر اس زمانے میں گھڑیاں ہوتی تو راوی کہتا اب یاد نہیں کہ حضورؐ نے چالیس گھنٹے کہے تھے یا چالیس منٹ یا سیکنڈ کہے تھے۔

-----------☆☆☆-----------

امانت میں خیانت

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سچے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں تو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دیگا، معاذ نے عرض کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں وہ خوش ہو جائیں؟ آپؐ نے فرمایا ایسا کرے گا تو ان کو بھروسہ ہو جائیگا۔ اور معاذ نے مرتے وقت گناہگار ہونے کے ڈر سے یہ لوگوں سے بیان کر ہی دیا۔

حدیث نمبر (129) آپؐ نے معاذ سے فرمایا جو شخص اللہ کو ملے (وہ دنیا میں شرک نہ کرتا ہو) تو وہ بہشت میں جائے گا۔ معاذ نے عرض کیا میں لوگوں کو خوشخبری نہ دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں میں ڈرتا ہوں کہیں وہ بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔

(بخاری جلد اول کتاب العلم 89 حدیث 128-129 صفحہ 154)

Bulandi0002_(35).jpg

یعنی نبیؐ نے صرف ایک شخص کو راز دیا، مگر اس نے بھی حضورؐ کی حکم عدولی کی؟ کیا یہ ماننے والی بات ہے؟ اگر خدشہ یہ تھا کہ لوگ اس حدیث کو سن کر کہیں نیک عمل ہی نہ چھوڑ دیں تو بات تو ہم تک پہنچ ہی گئی۔

———☆☆☆———

طاعون کے بارے میں

حضرت عائشہؓ نے کہا حضورؐ نے طاعون کے بارے میں بیان فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے، اللہ جس پر چاہتا ہے یہ عذاب بھیجتا ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے یہ رحمت ہے۔ جب کہیں طاعون پھیلے اور مسلمان صبر کر کے ثواب کی نیت سے اپنی ہی بستی میں ٹھہرا رہے (بھاگے نہیں) اسکا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ نے جو مصیبت قسمت میں لکھ دی وہی پیش آئیگی تو اسکو شہید کا ثواب ملے گا۔

(بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق باب 354 حدیث 689 صفحہ 362)

چلئے مان لیتے ہیں کہ طاعون ایک عذاب ہے اللہ جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے لیکن مسلمانوں کے لئے یہ رحمت کس طرح ہے، ایک ہی چیز کفار کے لئے عذاب اور مسلم کے لئے رحمت یہ ناممکن ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں شام میں طاعون کی وبا پھیلی تھی، حضرت عمرؓ کو شام کی سرحد پر ابو عبیدہ ملے کہا شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ چند صحابہ نے کہا کہ آپ ایک نیک مقصد کے لئے جا رہے ہیں وبا آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ مگر حضرت عمرؓ نے واپسی کا فیصلہ کیا۔ اعتراض کرنے والے نے کہا یَا عُمَر اَنْتَ فَرَمِنْ تَقْدِیْرِ اللّٰہ (تم اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟) اعتراض معقول تھا حضرت عمرؓ نے جواب دیا، یا ابو عبیدہ میں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف جا رہا ہوں یہ اللہ کی تقدیر ہے کہ

"وبا" زدہ جگہ میں جاؤ گے تو متعدی بیماری لگے گی اُس سے دور جاؤ گے تو محفوظ رہو گے۔ یہ دونوں قانون اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ کیا حضرت عمرؓ کو مسلمانوں کے لئے اس رحمت ہے کا علم نہیں تھا؟ اور پھر یہ سچ کہ طاعون مار بھی دیتا ہے لیکن اگر مر جائے تو وہ شہید۔ یہ فلسفہ تو کسی کے سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔

اگر وہ طاعون سے مر جائے تو شہید کا ثواب پائے گا تو حضرت عمر نے اس ثواب کو کیوں کھو دیا جاتے اور اپنے تمام ساتھیوں کو شہادت کا تاج پہناتے۔ جھوٹ بولنے کے لئے بھی کسی سلیقے کی ضرورت ہوتی ہے، عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس حدیث میں جو مضمرات ہیں (مسلمانوں کی تباہی کی) وہ تو زچہ اور بچہ بھی جانتا ہے۔

———☆☆☆———

درخت کا رونا

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا ایک کھجور کی ایک ڈالی پر ٹیکا دے کر کھڑے ہوا کرتے (خطبہ سناتے) تھے۔ انصار کی ایک عورت نے یا ایک مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو منبر نہ بنوا دیں؟ آپؐ نے فرمایا اچھا تمہاری مرضی، پھر انہوں نے منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے، درخت نے اسطرح پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا جیسے بچہ چلا کر روتا ہے، آپ منبر پر سے اتر آئے، اور اس درخت کو سینہ سے لگا لیا تب وہ اس بچہ کی طرح باریک آواز کرنے لگا جس کو تسلی دیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا یہ درخت اس بات پر روتا ہے کہ پہلے اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔

(بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب 379 حدیث 793 صفحہ 398)

ایسے معجزات دیکھ کر کیا کوئی ایمان لائے بغیر رہ سکتا ہے؟ حالانکہ مدینے میں لا

Bulandi0002_(36).jpg

تعداد یہودی اور نصاریٰ موجود تھے۔ کیا ہم مذکورہ بالا واقعہ کسی غیر مسلم کو سنا سکتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

فرقے کا وجود

حذیفہ بن یمان کہتے تھے کہ لوگ حضورؐ سے اچھی باتوں کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے برائیوں کو جو آپ کے بعد ہونے والی ہیں۔ (تا کہ میں کہیں پھنس نہ جاؤں) آپ نے فرمایا ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلاتے ہوں گے۔ وہ مسلمان ہوں گے۔ میں نے کہا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کیا حکم دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور برحق امام کے تابع رہیو، میں نے کہا اگر اسوقت جماعت یا امام ہی نہ ہو (جیسے ہمارے زمانے میں ہے) آپؐ نے فرمایا تو سب فرقوں سے الگ رہ۔

(بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب 379 حدیث 811 صفحہ 405)

-----☆☆☆-----

بازاری گپ

عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں عرب کی ایک کالی لونڈی مسلمان ہوگئی وہ ہمارے پاس آ کر باتیں کیا کرتی تھی۔ اس نے ایک شعر پڑھا تو میں نے پوچھا یہ کمر بند کا کیا ذکر تھا۔ کہا ہوا یہ کہ میرے لوگوں میں ایک چھوکری (جو نئی دلہن تھی) نکلی وہ لال چمڑے کا ایک کمر بند باندھے تھی۔ اتفاق سے وہ کمر بند گر گیا چیل اتری، گوشت سمجھ کر لے

گئی۔ لوگوں نے مجھ پر اس کی چوری کی تہمت لگائی اور مار پیٹ شروع کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھ کو تکلیف دی کہ میری شرمگاہ بھی ٹٹولی (کہیں اس میں نہ رکھ لیا ہو)

محترم بخاری صاحب کمر بند گرا تو شلوار کا کیا بنا؟ پھر شرمگاہ تک بات پہنچ گئی، اگر ابوبکر صدیق نے خلیفہ بننے میں کسی کا حق مارا تو اس کی بیٹی اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات کو بدنام کرنے کے لئے آپ کس حد تک جانا جائز سمجھتے ہیں آخر کچھ حد تو ہونی چاہیے جتنی گندی، متعفن اور بدبودار روایات ہیں جنہیں گھڑنے میں کتنی لیبر اور وقت لگا ہوگا وہ سب کی سب بی بی عائشہ سے منسوب ہیں، آخرت کی فکر اور اللہ کا خوف ہر ایک کو ہونا چاہیے۔ یوم نحسب مع بعد۔

-----☆☆☆-----

جنوں کی خوراک

سعید بن عمرو نے کہا کہ حضورؐ جب حاجت سے فارغ ہوئے اور میں آپ کے ساتھ چلا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ ہڈی اور گوبر میں کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں جنوں کی خوراک ہیں۔

(بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب 447 حدیث 1041 صفحہ 505)

اللہ فرماتا ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (27/17) سلیمان کے لئے جن وانس اور طیر کے لشکر اکٹھے کئے گئے۔ سو وہ حسب ضرورت روکے جاتے تھے۔

کیا سلیمان علیہ السلام نے ایسی فوج بھی رکھی تھی جو گوبر اور ہڈیاں کھاتے تھے۔

دوسرے مقام پر قرآن کا ارشاد ہے۔ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ

Bulandi0002_(37).jpg

مُنْذِرِیْنَ o قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ o یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (46/29-31)

اور جب ہم جنوں کا ایک گروہ تیری طرف لائے کہ وہ قرآن سنیں، جب وہ اس (قرآن) کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے "چپ رہو" سو جب تمام ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر پہنچے، انہوں نے کہا اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتری ہے، اس کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے ہے اور حق و سیدھی راہ کی طرف۔ اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والوں کی دعوت قبول کر لو۔ اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہاری گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے گا۔

حضورؐ کے پاس آنے والے قرآن سننے والے ایمان لانے والے اپنے قبیلے میں جا کر قرآن سنانے والے اور ایمان کی دعوت دینے والے، گوبر اور ہڈیاں کھاتے تھے؟۔ گندگی ان کی خوراک تھی۔ اور سینوں میں قرآن تھا۔ بلاشبہ بخاری صاحب کے زمانے میں یہ ان روایات کا تانا بانا بڑی مشکلوں سے بنا ہوگا مگر اس پڑھے لکھے معاشرہ میں ایک بچہ بھی اسے سفید جھوٹ سمجھتا ہے۔

——————☆☆☆——————

گنہگاروں پر قبر میں عذاب

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (9-108) اللہ پاک وصاف لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم پاک صاف مطہرین تھے جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے پرورش پائی ہو یا ان کی صحبت جنہیں ملی ہو وہ نجس ہو ہی نہیں سکتا۔ نجس ناپاک گندے تو پھر ناپسندیدہ لوگ ہوئے۔ لٰکِنْ یُّرِیْدُ

لِیُطَهِّرَكُمْ (5-6) اللہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔

بخاری کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ عن ابن عباس قال مر النبیؐ یعذبان و ما یعذبان فی ...... حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ مدینہ یا مکہ کے کسی باغ میں سے گزر رہے تھے وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا، اس وقت آپؐ نے فرمایا کہ دونوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی بڑی وجہ سے نہیں، پھر فرمایا البتہ بڑا گناہ ہے۔ ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری ٹہنی منگوائی، اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ شاید جب تک وہ سوکھیں نہیں ان کا عذاب ہلکا ہو۔

(بخاری جلد اول کتاب الوضو باب 152 حدیث 214 صفحہ 185)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دونوں کون تھے اگر وہ دونوں ایام جاہلیت کے کافر تھے تو قرآن کریم آپ کو منع کرتا ہے کہ ان کے لئے سفارش نہ کریں۔ آپؐ قرآن کے حکم کے خلاف سفارش کر ہی نہیں سکتے تھے۔ اگر یہ دونوں اہل قبر مسلمان تھے تو صحابی رسولؐ کے علاوہ اور کون ہو سکتے تھے، اگر واقعی صحابہ تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جنہوں نے آپؐ کے زیر سایہ تربیت پائی ہو، ان کے اندر یہ گناہ کبیرہ ہو۔ بخاری نے صحابہ کرام کو بدنام کرنے کا کوئی دقیقہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ کسی بھی باہوش آدمی کا ذہن یہ قبول نہیں کر سکتا کہ یہ توہین آمیز روایات امام بخاری نے سہواً جمع کی اور اپنے مجموعے میں ڈال دیں۔ وہ قرآن کریم کی تعلیمات سے بخوبی واقف تھے، مگر جب زندگی کا مشن ہی یہی ٹھہرا تو کیا کہا جا سکتا ہے۔ ماسوا اس کے کہ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (2-156) مجوس کچھ بھی کہیں یہ ذہن نشین رہے کہ اللہ نے رسول کی ذات کو ہمارے لئے ایک ماڈل بنا کر بھیجا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (33-21) اور یہ بھی فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (64/4)، اے رسول آپ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ اب جو بات اخلاق سے گری ہوئی ہوگی

Bulandi0002_(38).jpg

سمجھ لیجئے یہ ایرانیوں کا آتش انتقام ہے۔ اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔
ان مجوسیوں نے قرآن کریم کو کریوں سے چھوایا ملاحظہ ہو ان کی اگلی حدیث

---------☆☆☆-----------

شق الصدر

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ حضورؐ سے سنا کہ جب وہ دایہ حلیمہ کے ہاں تھے تو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبرئیل آئے اور آپ کو ایک صخرہ (چٹان) پر لٹایا آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اندر سے ایک لوتڑا نکال کر کہا یہ شیطان کا حصہ ہے پھر زمزم سے سینہ مبارک دھویا۔

(مشکواۃ شریف بحوالہ مسلم کتاب البدء الخلق حدیث نمبر 5601)

اس حدیث کو پڑھ کر ہر ایک سوچے گا کہ اگر ہمارا بھی اپریشن ہوا ہوتا اور ہمارے سینے سے بھی وہ حصہ نکال لیا ہوتا جس پر شیطان کا تسلط رہتا ہے تو ہم بھی پیغمبر نہیں تو اللہ کے مقربین میں سے ہوتے۔ مگر ہمارا اپریشن نہیں ہوا ہم جملہ پرزوں کے ساتھ جی رہے ہیں لہٰذا گنہگار، بدکار اور عاصی ہیں۔

اگر ایک بیمار قوت مردانگی سے محروم شخص لوگوں سے کہے کہ الحمد للہ میں نے آج تک کسی عورت کو نہیں چھیڑا کسی کا ریپ نہیں کیا، تو لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے، کہیں گے تمہارے ساتھ عورتوں کو چھیڑنے والا پرزہ ہی نہیں ہے تم کیا چھیڑو گے۔ اگر ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بے داغ حیات طیبہ کی مثال کسی کو دیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ان کی بے داغ زندگی کی وجہ ان کی صغیر سنی میں اپریشن تھا۔ وہؐ ہمارے طرح جملہ پرزوں کے ساتھ ہوتے پھر شیطان سے دور رہتے اور

رحمان کے طابع فرمان رہتے تو ہم مان لیتے۔ مگر وہؐ تو گناہ پر قادر ہی نہیں تھے یہی وجہ ہے کہ میرا یہ ایمان ہے کہ حضورؐ جملہ پرزوں میں ہماری طرح تھے پھر بھی وہ شیطان سے دور اور رحمان سے قریب رہتے تھے اسی لئے قابل احترام تھے۔ ایسا نبی کس کام کا جس میں بدی پر قدرت رکھنے کا پرزہ ہی نہ ہو۔ معاف کرنا اسی کو زیب دیتا ہے جس میں بدلہ لینے کی طاقت ہو۔ سر جھکا کر چلنا اس کا بھلا لگتا ہے جو معاشرے میں سربلند ہو۔

---------☆☆☆-----------

یہ کہتے ہیں کہ اگر حدیث نہ ہو تو قرآن کو کیسے سمجھا جائے۔ قرآن کریم ایسی صاف عربی زبان میں نازل ہوا جس کو عام طور پر اہل عرب سمجھتے تھے، خود قرآنی آیات میں قرآن کی زبان "عربی مبین" کہی گئی ہے یعنی بین اور واضح۔ اَلْکتاب المبین. بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اپنے کو نُوْرٌ مُّبِیْن کہا ہے۔ نیز آیات قرآنی کو بھی آیاتٍ بیّنات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ کسی حدیث کا محتاج نہیں ہے۔ الغرض قرآن کی زبان، قرآن کی تعلیم اور قرآنی آیات کا مفہوم سب خود قرآن کے بیان کے مطابق واضح، کھلا ہوا بلکہ جگمگاتا ہوا نور ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس نے بار بار تصریح کی ہے کہ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۝ (القمر 54-32) اور ہم نے قرآن کو نصیحت لینے کے لیے آسان کر دیا، کوئی ہے جو نصیحت لے؟ نصیحت لینے کی آسانی کو دیکھنے کے لیے خود اہل عرب پر نظر ڈالنا کافی ہے، جو قرآن کے اولین مخاطب اور بالعموم بدوی اور ناخواندہ تھے، جس کی وجہ سے قرآن نے ان کو اُمِّیِّیْن کا لقب دیا اور فرمایا هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (62-2) وہی اللہ جس نے ناخواندہ لوگوں میں، انہیں میں سے، ایک رسول کھڑا کیا۔ ان اُمّیوں نے بے تکلف قرآن کو سمجھا اور اس کے اوپر عمل کیا۔ قرآن ایک مکمل کتاب ہے جو اپنی تشریح میں سوائے عربی زبان کے مطلقاً کسی روایت یا انسانی خیال کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی ہر آیت بلکہ ہر لفظ کی تفسیر خود اسی میں ہے۔

---------☆☆☆-----------

Bulandi0002 (39).jpg

آخری کلمات

قارئین کرام اس موضوع پر مجھ سے پہلے بھی کئی لوگوں نے لکھا ہے جن میں ایک نام علامہ احمد سعید خان ملتانی صاحب کا بھی ہے۔ ان کی کتاب کا نام ہے قرآن مقدس۔ اور۔ بخاری محدث۔ بلاشبہ موصوف نے غلط حدیثوں کی نشان دہی کی ہے، مگر ان کے راویان کو ہدف تنقید بنایا ہے اور قدم قدم پر انہیں لعنتی کہا ہے۔ جو درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ راویوں کے جملہ نام ان ہستیوں کے ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے واجب تکریم صحابہ ہیں جن کے کردار کی رب شہادت دیتا ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (9-100) جن لوگوں نے سبقت کی مہاجرین اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے اور ان کے لئے باغات ہیں جنت کے۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

ویسے بھی ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ جو ہستیاں حضورؐ کی بابرکت صحبت سے فیض یاب ہوئیں نہ تو ان کا کیریکٹر خراب ہو سکتا ہے اور نہ ہی اطوار و انداز گفتگو۔ ان میں سے کوئی بھی بقید حیات نہ تھا کہ امام بخاری سے ان کی ملاقات ہوئی ہو یا ان سے کچھ نوٹ کیا ہو۔ یہ تو جب محدثین کو عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا جانے لگا تو ہر ایرا غیرا آگے آیا کہا میرے پاس بھی چند حدیثیں ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو مگر نام بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کا لیکر حدیث بیان کرنے لگا، صرف اس لئے کہ لوگ یقین کرنے لگیں ان میں یہود و نصاریٰ بھی تھے اور مجوسی بھی۔ میں علامہ احمد سعید خان کی طرح ان کو مورد الزام اور قابل دشنام نہیں ٹھہراتا کیونکہ ان بیچاروں کو تو پتا بھی نہیں کہ ان کے نام پر کیا گل

کھلائے ہیں۔ میرے ملزم وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ بے سروپا باتیں ہم تک پہنچائیں ہیں۔

سوال یہ ہے یہ دانستہ ہوا یا غیر دانستہ؟ جواب یہ ہے کہ ایسا دانستہ نظر آتا ہے کیونکہ جو غلاظت اور گندگی ہمیں نظر آتی ہے انہیں کیوں نظر نہ آئی؟ انہیں بھی نظر آئی ہو گی مگر انہوں نے یہ زہریلا مواد ہم تک اس لئے آنے دیا کہ ان کے نہاخانہ دل میں کہیں نہ کہیں عربوں سے انتقام کا جذبہ موجود تھا۔ حضورؐ کے بابرکت دور کو بدنام کر کے ان کے اس جذبے کو تسکین ملا ہو گا۔ مگر مدبرین کہتے ہیں ایسا نہیں بلکہ اس زہریلے اور متعفن مواد کے خالق ہی ایرانی مجوسی ہیں اور صحیح بات بھی یہی ہے۔

رہی یہ بات کہ کیا ہماری یہ کاوش یہ باتیں مولوی حضرات پر کچھ اثر کریں گی؟ غالباً نہیں کیونکہ ان کے مدارس میں یہی کتب پڑھائی جاتی ہیں اس سے ان کا رزق بندھا ہوتا ہے بخاری کا ختم کرایا جاتا ہے۔ تمباکو کی کاشت والے کو کتنا سمجھاؤ کہ تمہارا یہ اقدام خلق اللہ کے ساتھ دشمنی ہے۔ یہ خلاف دین ہے وغیرہ وغیرہ مگر وہ اپنے موقف کی بھرپور وکالت کرے گا اسی طرح دار العلوم کا مولوی بھی اپنے موقف سے نہیں ہٹے گا۔ اسی لئے تو علامہ اسلم جیراجپوری نے فرمایا تھا۔ کہ "ان درسی علوم کی نسبت جو مشرقی مدارس دینیہ میں پڑھائے جاتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ ان میں اکثر مردہ علوم کی لاشیں ہیں، جن کو ہمارے اساتذہ صدیوں سے اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور جن کی عفونت سے عقل اور دین کوسوں دور بھاگتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے نصاب کو جدید اور مفید خطوط پر استوار کیا جائے۔ جس طرح ہم گوشت کھاتے ہیں اور ہڈی پھینکتے ہیں اسی طرح ان کتب روایات میں مضر رساں مواد کو نکال خارج کیا جائے۔ اس طرح رشدیوں اور راجپالوں کی آمد کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا اور مسلم امہ دیگر اقوام میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہو جائے گی۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bulandi0002_(40).jpg

القرآن الکریم

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (69-44)

اور اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے،
تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ہم ان کی رگِ دل کاٹ ڈالتے۔

★★★